پروفیسر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

ازواج مطہرات کی ''سوتیا چاہ''

سیرت نبوی کا ایک باب عالی

سوتیا ڈاہ ہندی زبان اور ہندوستانی معاشرت کی ایک اصطلاح ہی نہیں، عام ہندوستانی مزاج اور نسوانی فطرت کا آئینہ ہے۔ وہ عالم بشریت کی تمام صفت نازک کی جبلی کیفیت اور مزاج ساخت کی پروردہ بھی ہے جو اندرون میں جلن وکڑھن میں ڈھلتی اور گرماتی ہے اور بیرون میں رشک وحسد اور ڈاہ وچاہ اور نفرت وتعزیب کے جزبات پیدا کرتی اور اپنی سوت/ سوکنوں سے برا سلوک کرواتی ہے۔ سوتیا ڈاہ کی آگ کی جلن میں نہ صرف سوکنیں جلتی اور کڑھتی ہیں بل کہ ایک دوسرے کو جلاتی اور کڑھاتی ہیں اور کبھی کبھی سوکنیں لانے والے کو بھی جلاتی ہیں۔ ایک بیوی فطری طور سے اپنی ایک بھی سوت کو برداشت نہیں کرسکتی، چہ جائے کہ وہ تعدد ازواج والے سماج کی ریت کے جلو میں ایک سے زیادہ سوکنیں برداشت وقبول کرے۔ شوہر اور مجازی خدا کی محبت میں یا اس سے زیادہ جبر زواج ومعاشرت میں وہ ظاہری قبول وبرداشت کا خواہ کتنا مظاہرہ کرے سوتیا ڈاہ کا ڈنک اسے ہر وقت ڈستا رہتا ہے اور وہ اپنی فطرت سے مجبور ہو کر زبان وعمل سے طنز وتعریض اور تذلیل وتعذیب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ فطرت وجبلت کے مطابق اس کا رویہ معمول سے گزرتا ہوا انتہا تک جا پہنچتا ہے اور وہ صحیح معنوں میں ڈاہ بن جاتا ہے۔ (۱)

ازواج مطہرات نسوانی مزاج وفطرت اور طبعی رویے وروش سے مبرا ومعریٰ نہ تھیں، اور نہ

۱۔ سوتیاہ ڈاہ/ سوت اور سوکن/ سوتن کے الفاظ واصطلاحات ہندی زبان اور ہندو معاشرت کے معنی خیز عکاس ہیں، اور تاریخی، اساطیری، دیو مالائی اور قدیم تہذیب وتمدن کی روایات میں، ان کی سیکڑوں شہادتیں اور کہانیاں ملتی ہیں اور بنیادی طور سے وہ ہندوستان میں چند زوجگی کی دین ہیں، ملاحظہ ہو: ہندی لغات، اردو کتب لغت، مصادر ادب وشعر اور مہابھارت ورامائن میں ان کی مثالیں۔

ہی جبلی طور سے ان کے لیے یہ ممکن تھا۔ ان کی دینی تہذیب وتربیت، علمی وروحانی سرفرازی اور سب سے زیادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجی وخانگی اور عدل گستری نے ان کے اندرون وبیرون دونوں کی تطہیر وتربیت اور تزکیہ وصیقل گری کی تھی اور کسی حد تک ان کے عرب سماجی تعدد ازواج کی ریت نے برداشت کا مادہ بھی دیا تھا۔ باری میں عدل نبوی کی سنت متواترہ بالعموم اور حضرت ام سلمہؓ سے کلام نبوی پر نئی عروس نبوی کا تبصرہ اس کا اظہار واقعی کرتا ہے کہ میں تو آپ کی ازواج میں سے صرف ایک ہوں۔ تاہم وہ جبلی وفطری جذبات ومزاج کو صرف کسی حد تک ہی قبول وبرداشت کے لائق بنا سکا تھا۔ وہ ان کی نسوانی فطرت ایک زوجگی کو فنا نہیں کر سکا۔(۱)

۱۔ عربی لغات میں بھی سوکن اور سوکن اپنے کے الفاظ ومحاورات میں بھی نقصان وضرر پہنچانے، حسد وجلن کرنے اور کینہ وانتقام رکھنے کا معنی بنیادی ہے۔ سوکن کے لیے لفظ الضرۃ/ضرۃ المراۃ استعمال ہوتا ہے جس کی جمع ضرائر ہے۔ ان کے اصل لغوی معنی جانی ومالی نقصان/ضرر رساں فعل کے ہیں۔ مصدر: الضِر اوالضر کے معنی ہیں: سوکن کر کے لانا۔ اسی سے محاورہ بنا ہے: **رجل ضرا ضرار** یعنی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت، دوسرے محاورے: **بینھم دار الضرائر** کے معنی ہیں ان کے درمیان حسد ہے۔ **الضرتان** چکی کے دونوں پاٹ، کے معنی پیس ڈالنے کے ہیں، عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مادہ ضر (ض رر)۔

کتب حدیث وسیرت میں ان ہی معانی ومفاہیم ضرر کے جلو میں سوکنوں کا ذکر آیا ہے اور وہی ازواج مطہرات کے باہمی تعلق کے لیے بھی ہے، مثلاً بخاری ومسلم کے کتاب النکاح کے ابواب میں بعض کے عنادین ہیں: **المراۃ تھب یومھا من زوجھا لضرتھا۔** / بخاری/ فتح الباری، ابن حجر عسقلانی مکتبہ دارالسلام، ریاض ۱۹۹۷ء / ۷ / ۳۸۷ ومابعد

بعض احادیث بخاری وغیرہ میں دوسرا لفظ الغیرۃ/غیرت کا آتا ہے جو ایک زوجہ اپنی سوکنوں کے لیے اپنے دل میں محسوس کرتی تھی۔ جیسے حدیث بخاری: ۳۸۱۶، ۳۸۱۸ وغیرہ میں ہے اور ان کا ذکر تفصیل سے متن میں آیا ہے، حدیث غیرت پر بحث حافظ ابن حجر اعسقلانی: ج ۷، ص ۱۷۰ ومابعد۔

کتب سیرت میں بھی الفاظ واصطلاحات: ضرائر/ الضرۃ، اور ان کے ضرر رساں اور حسد وغیرت آگیں معنی ومترادفات ملتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے احادیث بخاری: ۳۸۱۶، ۳۸۲۱ کی شرح میں لفظ الضرائر اور ان کی سوتیا چاہ کا ذکر کیا ہے۔ دیگر کتب حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے مثلاً بلاذری، انساب: ص ۴۲۷-۱۰: اسی روایت کا یہ بیان بھی بہت اہم ہے کہ آپ نے حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ شب زفاف حضرت ام المساکینؓ کے گھر میں منائی تھی اور وہی ان کا حجرہ بھی بنا۔

فطرت وجبلت کے پرشور تقاضوں سے وہ طنز وتعریض اور طعن وتشنیع سے زبانیں روک نہ پاتیں اور بسا اوقات اعضا وجوارح سے جارحیت بھی سرزد ہوجاتی، نبوی عدل گستری، خانگی حسن معاشرت، گھریلو محبت ومودت وراز واج مطہرات کی اپنی اندرونی طہارت اور شرف زواج نبوی کے تقاضوں نے ان کو اپنے نسوانی مزاج ووقار میں حد سے تجاوز نہ کرنے دیا اور وہ ڈاہ، نفرت اور انتقام تک نہیں پہنچیں، ان کی عدالت صحابیت نے ان کو خیر ازواج بنایا۔ ہمارے بزرگ سیرت نگاروں نے ان کے مقام ومرتبے کے لحاظ میں حسن معاشرت جیسے خوب صورت اصطلاح کا استعمال کیا، خاک سار راقم نے ان کے لیے سوتیا چاہ کی اصطلاح ایجاد کی ہے۔(۱)

ازواج مطہرات کے باہمی تعلقات اور ان کے اپنے شوہر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتماعی وانفرادی روابط اور رویوں پر خاصا لکھا جا چکا ہے خاص طور سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن معاشرت وحسن محبت ومودت اور حسن معاملت ویگانگت کے حوالے سے قدیم سیرت نگاروں اور مصادر وماخذ نویسوں نے ازواج مطہرات کے اپنے اپنے ابواب میں بالترتیب ان کے حرم نبوی میں آنے اور زندگی بسر کرنے کی روایات واحادیث جمع کی ہیں اور ان میں حسن معاشرت ازواج کے واقعات اور سوتیا چاہ کے معاملات بھی فرداً فرداً آتے گئے ہیں۔(۲)

۱۔ مثلاً شبلی نعمانی۔ سیرۃ النبی۔ صدی ایڈیشن، ۲۰۱۵ء۔ اعظم گڑھ: ج ۲، ص ۳۴۷: ''ازواج مطہرات کے ساتھ معاشرت۔

سید سلیمان ندوی۔ سیرۃ عائشہ۔ اعظم گڑھ، ۲۰۱۵: ص ۲۲۔ ۲۵۔ ''معاشرت ازدواجی'' جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے، ازواج مطہرات کے باہمی روابط کے لیے عنوان وہی سوکن والا ہے: ''سوکنوں کے ساتھ برتاؤ؛ مولانا عبدالروف داناپوری۔ اصح السیر، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، طبع جدید غیر مورخہ: ۶۱۲۔ ۵۶۴۔ ازواج مطہرات کے باب کا اولین سرنامہ ہے: حسن معاشرت۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ رحمۃ للعالمین۔ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی ۱۹۸۰ (تینوں جلدیں ایک مجلد میں): ج ۲، ص ۱۴۱: ازواج مطہرات کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک۔ اس سے قبل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی اصطلاح پر عمدہ بحث کی ہے اور فضائل سے بھی مگر ان کے باہمی برتاؤ سے گریز کیا ہے۔

۲۔ ازواج مطہرات سے متعلق مقالات وکتب میں شروع سے ہی اس کا استعمال کیا۔ مباحث خاص میں بعد میں آیا جیسے کتاب خاک سار، عہد نبوی کے اختلافات: جہات نوعیتیں اور حل، دارالنوادر، لاہور ۲۰۱۴: ص ۶۸۔ ۶۳

محققین سیرت اور متاخر جامع سیرت نگاری کے ماہرین نے ازواج مطہرات کے ابواب پر حسن معاشرت کے عنوان سے ان کے اجتماعی احوال بھی اضافہ کیے ہیں، مثلاً اردو سیرت نگاری کے امام اول شبلی نے ازواج مطہرات کے باب کے بعد ازواج مطہرات کے ساتھ معاشرت کا ایک مختصر باب ایزاد کیا، ان کے جامع اور امام دوم سید سلیمان ندوی نے اپنی شاہ کار تصنیف سیرت عائشہ میں ’’سوکنوں کے ساتھ برتاؤ‘‘ کا ایک نیا باب مختصر لکھا۔(۱)

ان میں حسن معاشرت اور سوتیا چاہ کے بعض واقعات وروایات کا امتزاج ملتا ہے، مگر موخر الذکر میں خاص طور سے انفرادی برتاؤ کی روایات ہیں اور وہ بھی خاصی مختصر اور اکا دکا۔(۲)

ان میں ازواج مطہرت کی فطرت بشری کے تقاضوں کا اظہار ضرور ہے مگر تشنہ سا اور کرب کا مرہم نہیں فراہم کیا گیا۔ دوسرے جدید سیرت نگاروں نے اردو کے ’’ہمامین امامین‘‘ کے طرز کو اپنایا اور اپنی اپنی تالیفات میں اس طرح کے ابواب ومباحث شامل کیے۔(۳)

امہات المؤمنین کی سیرت مطہرہ اور اس سے زیادہ سیرت نبوی کا باب ازواج مطہرات ایک جامع تجزیے کا تقاضا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام کتب سیرت وسوانح امہات المؤمنین میں بہت سے واقعات واخبارِ معاشرت اور احوال وکوائف معالمت نہیں برپا سکے، کیوں کہ وہ سیرت نبوی کے دوسرے واقعات وحوادث کے بیان میں تاریخی ترتیب اور توقیتی تبویب کی بنا پر سب نے اپنے انداز اسے پروئے ہیں۔ ان اسباب وعلل کے علاوہ یہ مبحث محبت وچاہت ایک بھرپور مطالعے اور جامع تجزیے کا بھی طالب ہے کہ پورا مرقع سوتیا چاہ سامنے آجائے، سوتیا چاہ کے بہ ظاہر بدنما اور درحقیقت فطری مظاہر کا قبح وحسن اور کثافت وجمال سمجھنے اور حسن وجمال کے اپنے متضاد پر حاوی آنے کا واقعہ اور امر واقعی بھی نگاہوں کے سامنے آئے، تاکہ

۱۔ مذکورہ بالا کتب شبلی وندوی کے علاوہ کتب سیرت جدید اور مصادر اصلی۔

۲۔ شبلی: ج ۲، ص ۳۲۰۔۳۴۶ میں باہمی روابط اور سوکن اپنے کے واقعات کے لیے بارہا ایک دفعہ، ایک دن کی تکرار ملتی ہے جو انفرادی روایات کا خاصہ ہے۔ سید سلیمان نے اپنے باب سوکن میں ہر ایک زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے ان کے برتاؤ کی بات چھیڑی ہے اور الگ الگ فصل میں۔

۳۔ سیرت نگاروں نے امام اردو سیرت نگاری شبلی کی تقلید میں اپنے ابواب ازواج مطہرات میں ان کے انفرادی تذکروں کے بیان ہی میں واقعات وروایات سوتیا چاہ کا ذکر کر دیا ہے۔

ازواج مطہرات کی ''سوتیا چاہ'' کی حقیقت اصلی کا نظارہ جان نگاہ کے لیے حنا بنے اور رسول اکرم ﷺ کی عدل گستری اور خاص ازواج مطہرات کی تطہیر وتہذیب کا وہ مثالی اسوہ واضح ہو، جس نے ایک مثالی سماج قائم کیا تھا۔ اس مختصر مطالعے میں کامل ترین تجزیاتی وتحلیلی نگارش چند عناوین اور سرخیوں کے تحت ایک جامع وکامل بیانیہ کو پیش کرنے کی ہے۔(۱)

رشکِ حیرت

سوتیاہ چاہ کا ایک خوب صورت ودل آویز مظہر ازواج مطہرات میں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کا رشکِ حیرت وتحسین تھا، اس کا بنیادی محرک اور سرچشمہ ادراک رسول اکرم ﷺ کی محبت آگیں تحسین وتوصیف اور دل سوز وآنسو خیز بیان صفات خیرات تھا۔ حضرت خدیجہؓ بلا شبہ زوجہ اول اور اولین ام المؤمنین ہی نہیں رسول اکرم ﷺ کی سب سے چہیتی تھیں، اور یہ چاہت ومحبت ان کے اوصاف کے سبب بھی تھی۔ صفات حمیدہ اپنی جگہ، خواہ کتنی ہی دل کش وجاذب نظر کیوں نہ ہوں دل گداز محبت نبوی اور بے کراں الفت محمدی کے بغیر صرف دور کا جلوہ بن کر رہ جاتیں، رسول اکرم اپنی ایک ازوگی کی مثالی اور طویل ترین زندگی میں اولین زوجہ اور اولین ام المؤمنین کی محبت والفت میں تازندگی سرشار رہے۔(۲)

۱۔ اگرچہ یہ مقالہ مفصل ومدلل ہے، لیکن تحقیقات مزید سے اسے ایک بہتر جامع کتاب/مطالعہ بنایا جاسکتا ہے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے قبل بعثت شادی کرنے کے بعد، بعد بھی اسے مزید دس سال ان کی وفات تک قائم رکھا اور دوری زوجہ نہیں لائے، حال آں کہ آپ کے تمام ہی صحابہ کرام اور دوسرے اساطین ورجال قریش وعرب تعدد ازواج کی روایات سماجی کے اسیر تھے۔ چند زوجگی ایک طرح سے اقتصادی منزلت اور سماجی بلند مرتبت کی دلیل ہونے کے علاوہ مردانگی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ آپ کی حضرت خدیجہؓ پر قناعت کی تعریف کی گئی ہے مگر اسے قرآنی آیت کریمہ سے ارتباط نہیں دیا گیا، جو یک زوجگی کو اصل قرار دیتی ہے اور چند زوجگی کو رعایت ورخصت اور وہ بھی چند شرائط واسباب کے ساتھ۔ سورۃ نساء: ۳: **فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ** الخ پر بحث کا یہ موقع نہیں لیکن وہ رسول اکرم ﷺ کی سنت ازدواج اور قرآنی حکم کی عملی تعمیل کا مظہر ہے۔ بعد میں تعدد ازواج پر آپ کا عمل سب کو تسلیم ہے کہ اسباب شرعی سے ہوا تھا۔ ورنہ یک زوجگی کے اصول مسلمہ کی نکیر نہیں کرتا۔ وہ اس طرح حضرت خدیجہؓ کی مثالی فضیلت بل کہ افضلیت کی عظیم ترین دلیل ہے اور آپ ﷺ کی سب سے چہیتی زوجہ مطہرہ کی حقیقت پر مستحکم ترین شہادت بھی، اسی طرح حضرت فاطمہؓ پر سوت لانے کے ضمن میں **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

ازواج مطہرات کا سلسلہ عالیہ ان کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے یکے بعد دیگرے زواج سے شروع ہوا۔ حضرت سودہ رض جب حرم نبوی میں حضرت خدیجہؓ کی جگہ آئیں تو وہ عشق اول کے گداز وسوز اور قائم ودائم جذبہ دروں کا ذاتی تجربہ رکھتی تھیں، مکی دور کے اواخر کے قریب تین سالہ عرصہ رفاقت نبوی میں انہوں نے اپنے شوہر محبوب کی زبان مبارک اور اعمال صالحہ سے تحسین وتوصیف زوجہ اول کی رطب للسانی کا ذائقہ بھی چکھا تھا اور محبت خدیجہؓ کے جلووں کے ظاہری مظاہر، عزیز واقارب اور اصدقا واحبا میں تبرکات نبوی اور ہدایا وتحائف محمدی کے جلو میں تعریف وتحسین کے ڈونگروں سے زیادہ اپنے عظیم شوہر گرامی کی محبت والفت اور حسرت کے پرسوز مظاہرے بھی دیکھے تھے، یہ محض قیاس وتخمین نہیں بل کہ سنت متواترہ نبوی کا امر واقعہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی زبانی تعریف وتحسین اور عملی دل سوزی کا مسلسل مظاہرہ کرتے تھے۔(۱)

حضرت سودہؓ کے ظرف وسیع اور قلب حزیں اور رسول اکرم ﷺ سے بے کراں محبت والفت کا شاخسانہ تھا کہ دل کی بات زبان پر نہ آئی۔ انہوں نے شروع سے اپنی ذات، اپنی خوشی اور اپنی پسند اپنے محبوب شوہر گرامی کی ذات ومسرت ورضا میں فنا کردی تھی، جس کا عظیم ترین مظاہرہ بعد میں ہوا۔ اس کا بھی ایک امکان بہر حال ہے کہ ان کی روایات واخبار کا توڑا رہا اور اخبار نویسوں اور روایات نگاروں نے ان کے جمع وتدوین میں قصور عام کیا۔

(از صفحہ گذشتہ) رسول اللہ ﷺ کی قانون سازی اور ہدایت بھی اس کی موید ہے۔ ملاحظہ ہو: بخاری/ فتح الباری، کتاب النکاح/ کتاب الطلاق، باب الشقاق حدیث: ۵۲۷۸ وغیرہ/ فتح الباری: ج۹، ص ۴۹۹۔ ۵۰۰، بحث حافظ کے علاوہ مفصل بحث کے لیے: وہ عہد نبوی کے اختلافات، ۵۵، ۱۳۴ اور اس پر حاشیہ وتعلیق۔

۱۔ متعدد احادیث بخاری وغیرہ میں حضرت خدیجہؓ کی ذات بابرکات کی بابت، رسول اکرم ﷺ کی کثرت ذکر کا حوالہ حضرت عائشہؓ کی مرویات میں آیا ہے۔ وہ کثرت ذکر خدیجہؓ اور تحسین وتوصیف زوجہ اول، اور صواحب خدیجہؓ میں ہدایا کا ارسال مسلسل صرف حضرت صدیقہؓ کی ذات تک محدود نہ تھا، وہ تو نبوی وظیفہ تحسین خدیجہؓ کا مسلسل ورود اظہار اور عمل صالح تھا سب کے علم وتجربے میں آتا تھا۔ ملاحظہ ہو: حدیث بخاری: ۳۸۱۶، ۳۸۱۸ وغیرہ پر بحث حافظ اور اس کے واقعی مظاہر وحقائق۔

انہوں نے بہ ہر حال حضرت خدیجہؓ کا دیدار بھی کیا تھا اور زوجین کریمین کی بے پناہ چاہت والفت کے مظاہر بھی دیکھے تھے اور ذاتی تجربات رشک سے بھی گزری تھیں، پورے مکی دور نبوی میں حضرت سودہؓ حضرت خدیجہؓ کی نسبتاً کم عمر معاصر رہی تھیں، اور ان کے اپنے ذاتی خاندانی تعلقات تھے، بہ طور زوجہ حضرت سکرانؓ یعنی زواج نبوی سے قبل بھی وہ آپ اور حضرت خدیجہؓ کے پاس آتی جاتی تھیں اور بعثت نبوی کے بعد پوری اسلامی زندگی میں بیت نبوی سے ان کا تعلق اور گہرا ہوا تھا۔ (۱)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حریم نبوی میں آمد اور رفاقت وصداقت کا دور مدنی عہد کے اوائل کا اور حضرت سودہؓ کے بعد کا ہے، حریم نبوی میں آتے ہی ان کو بزرگ تر سوکن کی صورت میں حضرت سودہؓ کے ساتھ شوہرانہ محبت ورفاقت میں شراکت کا ذاتی تجربہ ہوا اور وہ رشکِ حیرت وتحسین کا اولین تاثر دے گیا۔ عدل گستری کے مثالی میزان میں ان کو بہ ہر حال حضرت سودہؓ کی باری والے دن کا حسرت ناک تجربہ ہوا۔ (۲)

۱۔ خاندان بنو عامر سے اسد عبدالعزیٰ کے علاوہ اسلامی رشتہ محبت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ تعلیم وتربیت اور صحابیت ان کے گونا گون تعلقات کا ایک سلسلہ ہے اگر چہ روایات صریح کا توڑا ہے۔ مصادر سیرت وسوانح میں بہرحال کچھ تفصیلات ہیں خاص کر امہات المومنین کی احادیث مرویہ میں۔ بلاذری۔ انساب: ص ۱۰۲۲۔ ۱۰۶۶: مثلاً حضرت سودہؓ کی دو بہنیں تھیں: ۱۔ ام کلثوم بنت زمعہ زوجہ حضرت حویطبؓ بن عبدالعزیٰ عامری ۲۔ ام حبیبؓ بنت زمعہ زوجہ عبدالرحمٰن بن عوف زہریؓ۔ ان دونوں صحابہ کے آپ ہم زلف تھے۔

۲۔ کتب سیرت وحدیث میں روایات آتی ہیں کہ حضرت سودہؓ ہجرت مدینہ کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان کے پڑوس میں آکر فروکش ہوئی تھیں اور تعمیر حجرات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی کے بعد وہ دونوں پڑوس کے دو حجروں میں اقامت گزیں ہوئیں اور دونوں کی باری مقرر کردی گئی۔ ابن سعد۔ الطبقات الکبریٰ، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۹۵ (آٹھ جلدیں چار مجلد میں طبع جدید): ج۸، ۲۷۴: وبنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسودۃ فی احد تلک البیوت التی الیٰ جنبی، فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون عندھا/۔ وکان رسول اللہ یقسم لعائشۃ یوھا ویوم سودۃ۔ /فبنی بسودۃ بمکۃ، عائشۃ رضی اللہ عنہا یومئذ بنت ست سنین حتی بنی بھا بعد ذلک حین قدم المدینۃ

جس طرح حضرت سودہؓ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی آمد کے بعد پہلی بار شراکتِ رفاقت کا پرسوز و دل گداز تجربہ ہوتھا، دونوں کا تجربہ فطری تھا، اسوہ نبوی کی عادلانہ تعدیل وتہذیب نے دونوں کے دلوں میں حسرت محبت و رفاقت تو بھری تھی، لیکن رشکِ حیرت و تحسین تک ہی اسے محدود رہا، ہوش مندی کی عمر تک پہنچتے پہنچتے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اپنے شوہر حبیب کے اٹھتے بیٹھتے کا تذکرہ وتوصیف زوجہ اول نے اسے رشکِ غیرت میں بدل دیا۔(۱)

ام المؤمنین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا جذبہ رشک اظہار غریت بن کر زبان پر آ گیا:

> مجھ کو حضرت خدیجہؓ پر جس قدر رشک غیرت آتا کسی دوسری زوجہ نبوی پر نہیں آتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلسل یاد کرتے اور ان کا ذکر خیر کیا کرتے تھے اور جب بھی بکری یا اور کوئی دوسرا جانور ذبح کرتے تو اس کے پارچے حضرت خدیجہؓ کے عزیز و قارب اور سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔(۲)

صلہ رحمی اور عزیز وا قارب اور احباب واصدقا کو ہدایا بھیجنا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک وسیع ترین سنت متواترہ تھی جو سب کے لیے عام تھی، حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جو چیز تڑپا دیتی وہ آپ کی بے کراں اور دائمی چاہت خدیجہؓ کی جولانی تھی کہ کسی معمولی محرک واقعے سے وہ طغیانی پر آجاتی، حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن حضرت ہالہؓ کی معمول کی آمد اور آواز آپ کو حضرت خدیجہؓ کی یاد دلا دیتی اور حسرت ناک طرب میں ڈبو دیتی۔ حضرت عائشہؓ سے یہ واقعہ مروی ہے جو زبان دل سوزی میں ہے:

> **استاذنت ھالة بنت خویلد، اخت خدیجة، علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعرف استئذان خدیجه فارتاع لذلک۔**

حضرت عائشہؓ نے اولین ام المؤمنین اور محبوب اور محبوب ترین زوجہ نبوی کا یہ تذکرہ مسلسل سنا اوران کے لیے متواتر دل گداز محبت کا مظاہرہ دیکھا تو رشک غیرت سے الفاظِ شکوہ زبان محبت

۱۔ حدیث بخاری: ۳۸۲۱ اور دوسری احادیث فضائل ومناقب اول۔

۲۔ بخاری: رقم ۳۸۲۱

پر آ گئے، مذکورہ بالا حدیث بخاری میں حضرت عائشہؓ کے الفاظ طنز و تعریض کی کاٹ بھی رکھتے ہیں:

قالت: فغرت، فقلت: ماتذکرہ من عجوز من عجائز قریش حمراء الشدقین هلکت فی الدهر، وقدابدلک الله خیر امنها۔

فرمایا کہ پھر مجھے غیرت آئی تو کہہ اٹھی: آپ بھی قریش کو بوڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کا ذکر کیا کرتے ہیں جو سرخ پنڈلیوں والی تھیں اور زمانہ ہوا گزر گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بدل عطا فرما دیے ہیں۔

حدیث بخاری کا متن اس پر ختم ہو جاتا ہے جو واقعہ پورا نہیں کرتا۔ (۱)

دوسری احادیث بخاری وغیرہ میں اس کا تکملہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ کو سرزنش کی کہ ایسا نہ کہو عائشہ، ان سے بہتر بدل مجھے نہیں ملا، وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا، وہ میری اس حال میں تصدیق و تائید کرتی رہیں، جب سب لوگ میری تکذیب کرتے رہے، وہ مجھ پر اپنا مال خرچ کرتی رہیں جب تمام لوگوں نے ہاتھ روک لیے تھے، وہ میری واحد مونس و غم خوار تھیں، جب سارا جہاں مجھ سے بے زار و خفا تھا اور اللہ تعالیٰ نے صرف انہیں سے میری اولاد پیدا کی اور مجھے اولاد کا سکھ دیا۔ ان کے فضائل و مناقب کا دفتر بے پایاں اور مسلسل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا رشک غیرت اور طنزیہ انداز اور تعریضی لہجہ ہوا ہو گیا اور سر تسلیم خم کر کے زبان صدق سے اقرار یا کہ آئندہ ان کا ذکر صرف ذکر خیر کی صورت میں کروں گی، یہ محبت نبوی اور تہذیب و تربیت محمدی کی معجزانہ کاریگری تھی کہ رشک غیرت سوتیا چاہ میں ڈھل گیا۔ (۲)

۱۔ حدیث بخاری: ۳۸۱۶۔ ۳۸۱۸ مذکورہ اور بحث حافظ: ج ۷، ص ۱۶۷۔ مؤخر الذکر میں حضرت عائشہؓ کے شکوہ کے جواب میں فرمان نبوی ہے: انها کانت وکانت، وکان لی منها ولد۔ مگر حدیث: ۳۸۲۱ میں استیذان حضرت ہالہؓ کے باب میں متن بخاری شکوہ عائشہؓ بخاری پر تمام ہوتا ہے، بحث حافظ کے لیے ملاحظہ ہو: ج ۷، ص ۱۶۷ و مابعد۔ متن بخاری کے نا تمام حصے پر بحث کے لیے ملاحظہ ہو: ج ۷، ص ۱۷۶۔ بلاذری، انساب: ص ۱۰۳۲ میں رشک غیرت کی دو احادیث حضرت صدیقہؓ ہیں جن میں فضائل حضرت خدیجہؓ کا اضافی جملہ یہ ہے: کانت خدیجة خیر النساء العالمین۔

۲۔ تحسین و توصیف حضرت خدیجہؓ میں ارشادات نبوی کے الفاظ ہیں: **ماابدلنی الله خیر امنها، آمنت بی اذ کفر بی الناس الخ۔**

بہ قول سید سلیمان ندوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب، اور ان سے رسول اکرم ﷺ کی دل دہی وہ تائید اور نبوت ورسالت کی تصدیق وتصویب اور ان کی خدمت اسلام اور شان دار کارناموں سے صرف حضرت عائشہؓ کی روایات واحادیث ہی آگاہ کرتی ہیں۔ مکی عہد نبوی کے ان واقعات وفضائل خدیجہؓ سے متعلق احادیث وروایات ان کو بہ راہ راست رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ملی تھیں کہ وہ ان کی شاہد نہ تھیں، کسی دوسرے صحابی سے ان روایات کا اخذ وقبول صرف امکان موہوم ہی ہے۔ امام سیرت ابن اسحاق اور امام حدیث بخاری کی ان احادیث عائشہ صدیقہؓ میں لفظی ومعنوی مماثلت بہت زیادہ ہے۔ (۱)

اگر چہ اول الذکر کی بعض روایات ومراسیل بلا سند ہیں، یا متاخر مدنی صحابہ کرام کی اسناد سے ہیں، حضرت عائشہؓ کی سند سے احادیث بخاری مناقب میں یہ ہیں:

حدیث: ۳۸۱۶:۔۔ ماغرت علی امرأۃ للنبی ﷺ ماغرت علی خدیجۃ، ھلکت قبل ان یتزوجنی لما کنت اسمعہ یذکرھا، وامرہ اللہ ان یبشرھا ببیت من قصب، وان کان لیذبح الشاۃ فیھدی فی خلائلھا مایسعھن، (۲)

حدیث: ۳۸۱۷:۔۔ ماغرت علی امرأۃ ماغرت علی خدیجۃ من کثرۃ ذکر رسول اللہ ﷺ ایاھا، قالت: تزوجنی بعدھا بثلاث سنین، وامرہ ربہ عزوجل وجبریل علیہ السلام، ان یبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب۔

حدیث: ۳۸۱۸:۔۔ ومارأیتھا ولکن کان النبی ﷺ یکثر ذکرھا، وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا اعضاء ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ، فربما

۱۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مرتبہ حمدی محمد نور الدین آل نوفل، مکتبہ المورد، مکہ مکرمہ، ۲۰۰۶ء بحث کے لیے ملاحظہ ہو: مقالہ خاک سار "مکی دور کی احادیث۔ سیرت ابن اسحاق میں۔ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ جنوری۔ مارچ ۲۰۱۷ء۔ تا جولائی۔ ستمبر ۲۰۱۷ (تین قسطیں)؛ نیز سیرت عائشہ: ۶۸۔ (اصل عنوان تھا: مکی احادیث سیرۃ ابن اسحاق میں، ادارے نے نہ جانے کیوں اسے بدل دیا)۔

۲۔ اطراف حدیث: ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۵۲۲۹، ۶۰۰۴، ۷۴۸۴

قلت له: كانه لم يكن فى الدنيا امراة الاخديجة ؟ فيقول: انها كانت وكانت، وكان لى منها ولد

حدیث: ۳۸۱۹ میں جنت میں زمرد کے محل کی بشارت والی حدیث ہے۔(۱)

حدیث: ۳: میں حضرت عائشہؓ سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اولین تنزیل وحی، رویائے صالحہ اور اولین تنزیل قرآنی سورۃ اقرا کی آیات خمسہ کا اور اس متعلق دوسرے واقعات جیسے تصدیق ورقہ بن نوفل اسدی اور ناموس اکبر کے ذریعے نزول قرآن کی حدیث مفصل مذکور ہے۔ ان کے علاوہ سیرت نبوی کے متعدد واقعات وحوادث، جیسے ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، غزوات وسرایا کے علاوہ دوسرے واقعات اسلامی بھی ان سے زیادہ مروی ہیں اور دوسروں سے کم۔(۲)

طنز وتعریض

سوتیاچاہ کی شدت جبر سے بسا اوقات بعض ازواج مطہرات کی زبان محبت پر طعن وتشنیع

۱۔ مذکورہ بالاحواشی؛ بلاذری، انساب: ص ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳ ومابعد میں ان فضائل حضرت خدیجہؓ کے علاوہ حضرت صدیقہؓ سے یہ واقعہ بھی مروی ہے کہ خدمت نبی میں ایک سیاہ فام خاتون آیا کرتیں اور ان کا آپ انتہائی اکرام واستقبال کرتے۔ حضرت عائشہؓ کے استفسار پر فرمایا کہ وہ خدیجہؓ کے پاس بہت آیا کرتی تھیں اور فرمایا وحسن العهد من الايمان محقق گرامی کے مطابق یہ حدیث مستدرک حاکم: ج ۱، ص ۱۶ میں ہے جب کہ فتح الباری: ج ۱۰، ص ۴۳۶ میں بھی ہے۔

۲۔ حدیث بخاری: ۳/ فتح الباری: ج ۱، ص ۲۹۔ ۳۷۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، مذکورہ بالا: ج ۱، ص ۱۵۴۔ بخاری وابن اسحاق دونوں کی احادیث دونوں کی احادیث بعثت کے ابتدائی اور بنیادی الفاظ وتعبیرات ایک ہیں: **اول مابدى به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من النبوة، حين اراد الله كرامته ورحمة العباد به، الرويا الصادقة** الخ؛ بحث کے لیے مذکورہ بالا مقالہ برکی احادیث ابن اسحاق۔ بلاذری، انساب: ص ۱۰۳۱۔ ۱۰۴۰ وغیرہ میں ان کے نکاح کے ضمن میں بعض نئی روایات کے علاوہ ہجرت مدینہ کی تفصیلات اور واقعات تعمیر مسجد ومکانات اور متعدد دوسرے معاملات سماجی بھی ان سے مروی ہیں۔ بلاذری نے تمام ازواج مطہرات کے حفظ وترسیل حدیث کی واقعیت بھی بیان کی ہے: **كان ازواج النبى صلى الله عليه وآله وسلم يحفظن من حديث النبى صلى الله عليه وآله وسلم كثيرا ولا بمثل عائشة وام سلمة**۔

اور طنز و تعریض کے رنگ ابھرتے، اس کا نمونہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی زبان ذی شان سے حضرت خدیجہؓ کے بارے میں آچکا ہے۔ احادیث بخاری اور دوسری روایات میں بھی جو زبان و بیان کا سیاق وسباق اور انداز پہلو ملتا ہے، بتاتا ہے کہ دیگر ازواج مطہرات کے بارے میں بھی زبان حضرت عائشہ صدیقہؓ پرفشاں درزی کرتی رہتی تھی، اس کی ایک وجہ تو صاحب زبان و بیان حضرت صدیق اکبرؓ کی دختر نیک اختر کی کلام بلاغت نظام پر قدرت بسیط تھی، اور دوسری ترکی بہ ترکی کہہ ڈالنے کی عادت شریفہ جیسا کہ ایک حدیث نبوی میں اس کا ذکر وحوالہ آتا ہے اور جو آگے بیان بھی ہو رہی ہے۔ دوسری زیادہ مؤثر وجہ یہ تھی وہ اپنے منصب جاہ وشرف اور خاندانی عظمت وجلالت اور شخصی صفات جمیلہ وجلیلہ کے ساتھ نگاہ ودل شوہر گرامی میں غیر معمولی وقعت ومحبت سے سرشار تھیں، اور دیگر ازواج مطہرات کو خاطر عاطر میں نہ لاتی تھیں۔ ان کی کم سنی، طلاقت، فصاحت و بلاغت، طہارت ومحبوبیت، ذہانت وفطانت اور متعدد دوسری صفات قلب وذہن اور اوصاف جسم ودماغ ان کو ایک بے مثال احساس برتری وفضیلت سے ہر آن سیماب آسا رکھتا تھا۔

حضرت سودہؓ ان کے فضائل ومناقب کی معترف ہونے کے ساتھ وہ ان کے مزاج کی تیزی کی ناقد بھی تھیں۔(۱)

شہد رسول اکرم ﷺ کی مرغوب غذا تھی اور ازواج مطہرات میں سے حضرت سودہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینب بنت جحشؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے پیالۂ شہد سے رسول اکرم ﷺ کو شاد کام کرنے کی روایات واحادیث متعدد ہیں اور اس باب میں ان سب سے فرداً

۱۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۹: **مامن الناس امراۃ حب الی من اکون فی مسلاقھا سودۃ بنت زمعۃ الا انھا امراۃ فیھا حسد۔** یہ روایت حضرت سمیہؓ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کی ہے اور وہ روایتی درایتی دونوں لحاظ سے صحیح نہیں لگتی، حسد تو بہت ہی ایمان سوز فطرت وجذبہ ہے۔ سید سلیمان ندوی نے سیرت عائشہؓ ۶۹: میں اسی قسم کی ایک روایت صحیح مسلم، باب جواز ھبتھا نوبتھا لضرتھا سے نقل ہے اور سید موصوف کے الفاظ ہیں: ''سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی، گو ان کے مزاج میں تھوڑی تیزی ضرور تھی۔ مزاج کی حدت وشدت اور تیزی کے تجربے حضرت عائشہؓ اور دوسری ازواج کو اوروں سے بھی ہوتے تھے، ان کی روایات آگے آتی ہیں۔

فرداً اور اجتماعی طور سے بھی حضرت عائشہ کو شکایت ہوئی۔ ان میں حضرت سوددہؓ بھی شامل تھیں اور روایات میں آتا ہے کہ وہ بعض دوسری ازواج مطہرات کے منصوبہ نقد و اعتراض میں شامل ہو کر تحریم کے واقعے کی وجہ بنی تھیں۔

حضرت حفصہ بنت عمر خطابؓ کے بارے میں حدیث بخاری: ۵۲۶۸، وغیرہ کا بیان ہے کہ ان کے پاس ان کی عزیزہ نے شہد ہدیے میں بھیجا، اور زوجہ گرامی نے اس سے آپ ﷺ کی ضیافت کی اور تاخیر کی وجہ سے حضرت عائشہؓ کے گھر آنے میں ان کو ملال ہوا اور غیرت بھی آئی (فغرت) حضرت حفصہؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حزب محبت میں تھیں، اگرچہ اور دونوں میں اتفاق واتحاد اور محبت ومودت کلی بھی تھی مگر رشک وغیرت کے مقامات بھی آجاتے تھے۔(۱)

حضرت ام سلمہؓ کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ اُن کے حسن وجمال کا بھی شہرہ تھا، حضرت عائشہ کا تاثرغم شدید تر تھا، جب آپ نے حضرت ام سلمہؓ سے شادی کی، زوجہ صدیقہ ان کے شہرہ جمال کا تذکرہ سن کر ان کی زیارت کو گئیں، تو مشاہدہ ذاتی نے ان کو کئی گنا حسین تر دکھایا، حضرت حفصہؓ سے حضرت صدیقہؓ نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے تسلی دی کہ یہ صرف معاملہ غیرت ہے اور وہ اتنی حسین نہیں ہیں، لیکن انہوں نے جب خود دیکھا تو ان کو بھی رشک غیرت نے غم گین کر دیا، ایک مزید روایت بتاتی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ’’شعبہ لطیفہ‘‘ کے ایک حسی نبوی پر قبضہ کر لیا تھا اور آپ ان سے بہت متاثر رہے تھے جو دوسری ازواج کے لیے باعث رشک غیرت تھا۔

حضرت صفیہؓ بیاہ کر وارد ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اول اول ایک انصاری صحابی کے گھر اتارا۔ دوسری خواتین وازواج مطہرات کے علاوہ حضرت عائشہؓ بھی نقاب لگا کر ان کی

۱۔ سورہ تحریم: ۲۔ اومابعد کی شرح مفسرین، بخاری کتاب التفسیر، سورۃ التحریم؛ کتاب الطلاق، باب لم تحرم ما احل اللہ لک، فتح الباری: ج ۹، ص ۴۶۲ ومابعد، بحث شارح بہت مفصل ومدلل ہے۔ مذکورہ کے علاوہ تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر وغیرہ ملاحظہ: بحث تحریم وایلا وتجزیہ: مفصل ومدلل بحث کے لیے کتاب خاک سار، عہد نبوی کے اختلافات، ۵۷۔ ۶۰ اور ان کے حواشی: ۱۱۳۔ ۱۱۵: سید ندوی نے بعض مفسرین کی روایات پر نقد بھی کیا ہے۔

زیارت کو گئیں کہ ان کے حسن و جمال اور صفات حمیدہ کے چرچے سن رکھے تھے۔ ابن سعد نے ان میں حضرت زینب بنت جحش، حفصہ، عائشہؓ اور جویریہ رضی اللہ عنہن کے نام گنائے ہیں اور ان کے بارے میں ازواج مطہرات کے ایک متفقہ بیان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہچان لیا اور بڑھ کر ان سے حضرت صفیہؓ کے بارے میں پوچھا تو طنز افرمایا: وہ تو یہودیہ ہے۔ آپ نے ان کی تصحیح و تادیب کی کہ اب تو وہ مسلمان ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کی دل دہی اور ازواج مطہرات کی تہذیب و تربیت کی خاطر حضرت صفیہؓ کی تعریف کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دن برہم ہو کر ان سے پستہ قد ہونے پر طنز کیا کہ وہ اتنی سی ہیں اور انگلی کا اشارہ کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کلام و نقد کو ناپسند کر کے جسمانی نقص و عیب بیان کرنے کی ممانعت کی۔ ابن سعد نے بعض یا سب ازواج مطہرات کا ایک تبصرہ اور نقل کیا ہے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے قریب پہنچے تو آپ کی ناقہ نے ٹھوکر کھائی اور آپ اور حضرت صفیہؓ دونوں گر پڑے۔ ازواج نے دیکھا تو کہا کہ یہودیہ کو اللہ دفن کرے اس نے کیا کیا۔(۱)

حضرت زینب بنت جحشؓ نے بھی اسی طرح ان کو یہودیہ کا طعنہ دیا اور اپنے شوہر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی مول لی جو بالآخر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سفارش و شفاعت پر اور حضرت زینبؓ کی معافی تلافی پر دور ہوگئی۔ حضرت عائشہؓ کی سفارش کا واقعہ ان کی عدالت و محبت اور دیانت و قرابت کا ایک عجیب و غریب شاہد ہے، بالخصوص حضرت زینبؓ کے معاملے میں جن سے ان کو خاص سوتیا چاہ تھی۔(۲) حضرت صفیہؓ کے اسرائیلی پس منظر اور

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۲۶: نیز ۱۲۰۔۱۲۹ سیرۃ عائشہ ۶۲: عہد نبوی کے اختلافات، ۶۵۔۶۶ نیز بخاری، کتاب الھبۃ، عہد نبوی کے اختلافات مذکورہ بالا، ابن سعد: ج ۸، ص ۳۰۷ بعض دوسری ازواج مطہرات کے حسن و جمال کا حوالہ حضرت عائشہ کے حضرت خدیجہؓ پر طنزیہ جملوں میں موجود ہے کہ آپ کو ان سے زیادہ حسین و جوان ازواج عطا کی گئی ہیں۔ بلاذری، انساب: ص ۱۰۷۳ کی یہ روایت حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں اس کی شاہد ہے جس طرح حضرت صفیہؓ کا واقعہ مشہور شاہد ہے، موخر الذکر سے نکاح نبوی نہ کرنے کے طعن ازواج کے لیے بلاذری، مذکورہ بالا، ۱۰۹۵ نیز بلاذری: ج ۱۔۲، ص ۱۰۹۹ و مابعد۔

۲۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہ: ص ۶۰ بہ حوالہ مسند احمد بن حنبل: ج ۶، ص ۹۵: ابن سعد: ج ۸، ص ۳۰۸۔۳۰۹ نے یہی روایت نقل کی ہے مگر سید صاحب نے اس کا حوالہ غالباً (بقیہ اگلے صفحے پر)

یہودی المذہب ہونے کے تناظر میں ازواج مطہرات بالعموم ان کو دینی و سماجی لحاظ سے خاطر میں نہ لاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تالیف قلب کر کے، ازواج مطہرات کے کلام طعن وزبان تشنیع کا توڑ بتایا کہ "کہ تم کس برتے پر اپنی فضلیت جتاتی ہو؟ میں تو انبیائے کرام کے خاندان سے ہوں، ہارون علیہ السلام میرے جدامجد (باپ) اور موسیٰ میرے چچا، تمہارے نسب میں ایسا کوئی ہو تو بیان کرو۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے میرے شوہر ہیں ویسے تمہارے بھی، پھر کاہے کا غرہ"؟

حضرت جویریہ بنت الحارث خزاعی مصطلقی کے نکاح وزواج نبوی پر ایک روایت بلاذری میں طعن ازواج موجود ہے آپ نے حقیقت واضح کی اور ان کو تسلی دی کہ ان کا سب سے بڑا مہر ادا کیا، یعنی چالیس افراد قوم کی آزادی اور ان کے لیے حجاب کا اہتمام فرمایا جو ازواج کا طرہ امتیاز ہے اور ان کی باری مقرر کی۔ (۱)

حضرت زینب بنت جحش اسدی خزیمیؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ اور غلام زادہ حضرت زید بن حارثہ کلبیؓ کی مطلقہ تھیں جو قریشی و خاندانی ازواج مطہرات کے لیے ایک وجہ طعن وملامت اور موقع طنز وتعریض بن گیا تھا۔ ان میں متعدد ازواج مطہرات کا ذکر خیر آتا ہے۔ حضرت زینب بنت جحشؓ بہ ذات خود دوسری ازواج پر اپنی افضلیت کی تین وجوہ بتاتی تھی:

(از صفحہ گذشتہ) اس وجہ سے نہ دیا کہ وہ ابن سعد کے استاد امام واقدی سے مروی ہے اور شبلی وسلیمان ندوی ان کو غیر ثقہ سمجھتے تھے۔ واقدی کی روایت ابن سعد میں حضرت صفیہؓ کے بارے میں یہ ازواج مطہرات کا تبصرہ تھا کہ یہ لڑکی (ھذہ الجاریۃ) نبوی عہد میں ہم سب پر غالب رہے گی مگر حضرت جویریہؓ نے اس سے اختلاف کی اکہ ہرگز نہیں، وہ ان عورتوں میں سے ہیں جو ازواج/شوہروں کے پاس نہت کم منزلت/حظ رکھتی ہیں۔

۱۔ ابن سعد: ج۸، ص ۳۰۹: "استبت عائشۃ وصفیۃ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصفیۃ: الاقلت "ابی ھارون وعمی موسیٰ؟ ابن سعد: ج۸، ص ۱۱۸: بلاذری، انساب: ص۱۰۹۵۔ یارسول اللہ ! ان نساءک یفخرن علی ویقلن: لم یتزوجک رسول اللہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الم اعظم صداقک؟ الم اعتق اربع من قومک؟ اکانت جویریۃ من ضرب علیھا الحجاب وکان یقسم لھا کمایقسم لنسائہ

۱۔ میرے اور آپ کے جد (باپ) ایک ہیں۔

۲۔ آسمان پر میرا نکاح اللہ نے کیا۔ اور

۳۔ حضرت جبریلؑ میرے سفیر تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کلام طعن و تشنیع کی کاٹ کے لیے ان کی حقیقی فضلیت اور بے مثالی منزلت کا گر سکھا دیا کہ "تم سب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بہ ذات خود شادی کی مگر میری شادی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آسمان سے کی اور جس پر قرآن مجید کی گواہی ربانی ثبت ہوئی۔

حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں ایک دل چسپ روایت بلاذری نے حضرت عروہ کی سند سے لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عائشہؓ کے پاس آئے تو زوجہ مطہرہ نے دریافت کیا: آپ کہاں تھے؟ فرمایا: ام سلمہؓ کے پاس تھا! حضرت صدیقہؓ نے کہا: ام سلمہؓ کے پاس کیا کر رہے تھے؟ پھر انہوں نے تلمیحاتی واستعارتی حدیث بیان کی، جس میں دو چراگاہوں/ وادیوں کا ذکر ہے جس میں سے ایک میں چرائی ہو چکی ہے اور دوسری ابھی تک چرائی سے محفوظ ہے۔ آپ کس کو ترجیح دیں گے؟ آپ نے فرمایا: بن چری چراگاہ کو۔ (۱)

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۲۹۶ نے اپنے استاذ امام واقدی سے ایک روایت یہ بیان کی ہے اس افتخار واعزاز کا ذکر حضرت زینبؓ نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا تھا۔ دوسری روایت واقدی حضرت ام سلمہؓ کی دختر حضرت زینب بنت ابوسلمہؓ سے منقول ہے اور اس میں یہ ذکر ہے کہ ان کی ماں حضرت ام سلمہؓ نے جب زینب بنت جحشؓ کا ذکر خیر کیا اور ان پر رحمت بھیجی اور ان کے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کچھ معاملات کا ذکر کی اس افتخار کا ذکر بھی کیا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے بھی ایسی ایک روایت عفان بن مسلم وغیرہ کے حوالے سے ہے: **فکانت تفخر علی نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تقول: زوجکن اهلکن، زوجنی الله من فوق سبع سموات**۔ ایسی بعض اور روایات بھی ابن سعد نے مختلف شیوخ ورواۃ سے بیان کی ہیں۔ بخاری/ فتح الباری، کتاب التفسیر سورہ الاحزاب، باب **وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ** الخ۔ ج ۸، ص ۶۶۴ و مابعد میں سبب وشان نزول ہے مگر افتخار نہیں ہے، وہ دوسری روایات حدیث وسیرت میں ہے، بلاذری، انساب: ص ۱۰۷۹: **قالت لنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: لست کسا ئر نسا ئک، الی ادل بثلاث مامن نسا ئک من یدل بھن: جدک وجدی واحد، ونکحنیک الله**

(بقیہ اگلے صفحے پر)

مسابقت و دست درازی

خدمتِ شوہر گرامی کی بے کراں جبلت ازواج مطہرات میں باہمی مسابقت بن کرابھری اور سوتیا چاہ کی ایک اور جہت دکھا گئی، اس میں کچھ دخل سماجی روایات کا بھی تھا اور باہمی زیارات کی اسلامی اقدار کا بھی، بسا اوقات باہمی مدارات وتبادلہ ہدایا کا معاملہ بھی، مختلف اسباب ومحرکات اور علل محبت وموانست نے باہمی مسابقت کی لے خاصی تیز کردی اور اس نے کبھی کبھی دست درازی کے جلوے بھی دکھائے، باری والی زوجہ محترمہ کا دل یہی چاہتا کہ اس شب وروز دوسری ازواج طاہرات میں سے کسی کی پرچھائیں بھی ان کے خلوت کدہ محبت میں نہ آئے، لیکن یہ معاشرت نبوی اور ازواج مطہرات کی شریعت خدمت ومحبت میں ممکن نہ ہوتا اور کسی کی محبت مدارات بھی کرب ناک بن جاتی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حد سے بڑھی محبت وخدمت گزاری نے بعض بہ ظاہر ناگوار وناروا مظاہرے دکھائے، مگر ان میں بھی ایک خیر تھا۔

حضرت صفیہؓ کے بارے میں خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ وہ بہت لذیذ پکوان اور عمدہ کھانے پکاتی تھیں، ان جیسی کوئی دوسری خاتون فن طباخی میں ایسی ماہر نظر نہ آئی، وہ اسلامی ومعاشرتی رعایات کے مطابق اپنی باری پر تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام ودہن کی لذت کا اہتمام کرتی ہی تھیں، دوسری ازواج مطہرات کی باری والے دنوں میں بھی بہ طور خاص آپ کے لیے خوان نعمت بھیجا کرتیں۔ حضرت عائشہؓ بھی اس سے لطف اندوز ہوتی تھیں۔ اس میں سوکن کی مداخلت ومدارات کی کچھ تلخی بھی شامل ہوجاتی۔ ایک دن حضرت صفیہؓ نے اپنی ایک باندی کے بہ دست حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں خوان نعمت بھیجا، حضرت صدیقہؓ کو رشک

(از صفحہ گذشتہ) من السماء، وکان جبریل السفیر فی امری محقق نے اس حدیث کی تشریح مین مستدرک حاکم اور ابن حبیب، المجر کا بھی ذکر کیا ہے۔

بلاذری: ص ۱۰۳۵۔ ۱۳۲: حدیث میں استعاراتی بیان کا متین بلاذری ہے: لوانک نزلت بعدوتین احداھما عافیۃ لم ترع والاخرقدرعیت، فی ایّھما کنت ترعی؟ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فی التی لم ترع وتبسم،۔

اسلاوہ ابن سعد: ج ۷، ص ۸۰ کی حدیث ہے جو فاطمہ خزاعیہ سے مروی ہے۔

وغیرت سے غصہ آگیا اور انہوں نے خوانِ نعمت کو ہاتھ مار کر گرا دیا، پیالہ ٹوٹا اور کھانا بکھر گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پریشان وحیرت زدہ باندی کو تسلی دی کہ "تمہاری ماں کو غصہ آگیا" اور بہ نفس نفیس زمین سے کھانا اٹھا کر اور صاف کر کے دسترخوان پر چن دیا، ٹوٹے پیالے کے ٹکڑوں کو جمع کر کے ان کو آہنی تاروں سے باندھ دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پشیمانی ہوئی اور مداوا کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا: "یہ شکستہ ظرف تم اپنے پاس رکھ لو اور دوسرا سالم پیالہ صفیہؓ کو بھجوا دو"، حضرت عائشہؓ نے اپنے عمدہ اور ثابت پیالے میں اچھا کھانا رکھ کر حضرت صفیہ کی خدمت میں بھجوا دیا۔(۱)

ایسا ہی ایک دوسری نوعیت کا ایک واقعہ حضرت صفیہؓ کے باب میں پیش آیا۔ حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں وارد مہمانوں کی ضیافت کے لیے حضرت صدیقہ کھانا پکا رہی تھی، لیکن کسی وجہ سے تاخیر ہوتی جا رہی تھی، حضرت صفیہؓ کے نعمت کدے سے اس دوران پھر عمدہ کھانوں سے بھرا خوان آگیا اور مہمانانِ نبوی کی ضیافت کا سلسلہ شروع ہوا ہی تھا کہ حضرت صدیقہؓ کو اپنی سبکی پر جلال آگیا اور انہوں نے نہ صرف حضرت صفیہؓ کو خوب برا بھلا کہا، بل کہ بے چارے خادم کو بھی آڑے ہاتھوں لیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاملہ برابر کیا اور مہمانانِ نبوی نے سوتیا چاہ کے مزے لوٹے۔(۲)

حضرت حفصہؓ کے گھر بھی اسی طرح کھانا کے ہدایا باری والی زوجہ مطہرہ کے دولت کدے میں آتے تھے، جیسے دوسری ازواج کے ہاں سے آتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح بخاری میں حضرت صفیہؓ کے واقعے کے ساتھ ایسا ہی ایک واقعے حضرت حفصہؓ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مارے غیرت ورشک ان کے بھیجے ہوئے خوانِ نعمت کو باندی کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر گرا دیا اور پیالہ توڑ اور کھانا بکھرا دیا۔ آپ

۱۔ بخاری، کتاب المظالم، باب اذا کسر قصعۃ اوشیئا لغیرہ، فتح الباری: ج۵، ص ۱۵۴، ۱۵۲، سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہ ۶۲، ۶۳ مع اضافات ابواب ابوداود، کتاب البیوع، نسائی، کتاب عشرۃ نساء، باب الغیرۃ: مسند احمد بن حنبل ۶: معجم، ابن اسحاق وغیرہ۔

۲۔ مذکورہ مصادر حدیث بالخصوص حافظ ابن حجر عسقلانی کی بحث۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب دستور محبت کھانا چن چن کر دستر خوان پر رکھا۔ لکڑی کے پیالے کے ٹکڑوں کو جمع کیا۔ حیرت زدہ خادمہ کی دل جوئی کی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ثابت وسالم پیالہ مع کھانے کے عوض میں بھجوایا۔ عام شارحین نے اس واقعے کو ایک بار اور ایک زوجہ مطہرہ کے لیے خاص کیا ہے، مگر حافظ موصوف تعدد واقعات کے اپنے طریق تطبیق کے مطابق ان کو دو مختلف واقعات گردانتے ہیں اور اس کے دلائل بھی دیتے ہیں۔ (۱)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مزاجی کیفیت اور حضرت حفصہؓ سے انس وموافقت کے ارتباط کے باوجود یہ واقعہ بھی ممکن ہے کہ اپنی چہیتی وطراف دار سوکن، جو بالعموم خاموش طبیعت اور اپنے والد ماجد کے جاہ وجلال اور ان کی تادیب وسرزنش کی وجہ سے حضرت صدیقہؓ کے معاملے میں محتاط رہتی تھیں، اس اقدام کو برداشت نہ کر سکیں، تمام موانست وموافقت کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے مابین سوتیا چاہ کی خلش ابھر ہی آتی، اس کے ثبوت میں متعدد واقعات ملتے ہیں، جیسے کہ آگے ان کا ذکر کچھ تفصیل سے آتا ہے۔ (۲)

حضرت سید ندوی اور متعدد دوسرے جدید اہل قلم نے بعض روایات کی بنا پر حضرت حفصہؓ کی خاموش طبیعت اور رفاروق اعظم کے جاہ وجلال سے خوف زدہ ہونے کے سبب ان کو محتاط بتایا ہے، لیکن ان کی حدت، مزاج اور سختی اور فصاحت وبلاغت کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس حوالے سے کیا ہے کہ وہ بھی بالآخر فاروق اعظم جیسے صاحب جلال وجبروت کی دختر تھیں۔ قدیم مصادرِ حدیث وسیرت میں بھی ان کے تیز مزاج ہونے کا ذکر متعدد روایات میں آتا ہے۔ (۳) اصلاً وہ تیز مزاجی نہ تھی، سوتیا چاہ کی حدت تھی۔

توجہ

ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کی شدید خواہش رہتی کہ وہ اپنے محبوب شوہر گرامی کی

۱۔ بخاری، کتاب الاطعمۃ اور کتاب الھبۃ کے مختلف ابوب نیز کتاب خاک سار، عہد نبوی کا تمدن، باب ہدایا طعام اور اس کے حواشی۔

۲۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہ، ۷۱۔ ۷۲ بہ حوالہ صحیح مسلم، باب القسم بین الزوجات۔

۳۔ مذکورہ بالا

توجہ وعنایت کو ہر حال میں اپنی طرف موڑیں۔ نماز عصر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں باری باری سے تشریف لے جاتے، ان کو سلام کرتے، ان میں سے ہر ایک کے پاس تھوڑی دیر تشریف رکھتے اور گفت گو فرماتے اور تمام ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مدارات کی اپنی سی سعی کرتیں، اور زیادہ سے زیادہ دیر تک اپنے پاس کسی نہ کسی حیلے بہانے سے بٹھائے رکھنے کی کوشش کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرغوب چیزیں کھلاتیں، اور ان میں پسندیدہ ترین شہد کا شربت تھا، جام شیریں پلانے کے خیال سے متعدد ازواج کے حجروں میں بسا اوقات زیادہ دیر تک قیام نبوی سے دوسری ازواج مطہرات کو اپنے وقت کی کٹوتی کا غم اتنا نہ ستاتا، جتنا شہد کا پیالہ پلانے والی زوجہ محترمہ کے حجرے میں آپ کے قیام و مدارات کی خلش و کرب ان کو تڑپاتا۔

واقعہ مغافیر کے عنوان سے اس واقعۂ محبت اور کرب سوتیا چاہ نے شہرت پائی اور وہ مصادر حدیث و تفسیر و سیرت کا ایک اہم موضوع بنا، مشہور روایات و احادیث کے مطابق حضرت زینب بنت جحشؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روزانہ زیارت کے موقع پر جام شہد پیش کیا اور خاصی دیر تک روکے رکھا۔ دوسری ازواج مطہرات کو اپنی اپنی باری کی زیارت نبی کے دورانیے میں کمی کا ملال ہوا، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کو اپنے کرب و ملال کے اظہار اور آئندہ تاخیر زیارت کا امکان روکنے کی خاطر ایک شکایتی ترکیب سوجھی، وہ بہ راہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شہد استعمال کے ترک کا مطالبہ کر نہیں سکتی تھیں کہ وہ آپ کی پسندیدہ چیز تھی، لہٰذا ایک ناپسندیدہ شے کی تعریض کا سہارا لیا۔ مغافیر نامی پھولوں کی بو سخت ناگوار تھی اور اس سے شہد کی مکھیاں استفادہ کرتی تھیں۔ لہٰذا دونوں ازواج نے ایک منصوبے پر عمل کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت حفصہؓ کے ہاں جام شہد نوش فرما کر تشریف لے گئے تو زوجہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ یہی اظہار حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی کیا تو آپ کو خیال آیا شاید یہ واقعہ بھی ہو، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ شہد نہ کھانے کی قسم کھالی۔ احادیث: ۵۲۶۷ اور اس کے اطراف وغیرہ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کی یہ منصوبہ بندی حضرت زینب بنت جحش کے واقعے میں ملتی ہے، بخاری کی دوسری احادیث: ۵۲۶۸ وغیرہ میں دوسری توجیہ اور زیادہ بڑی منصوبہ بندی نظر آتی ہے۔ اس

کے مطابق حضرت حفصہؓ نے اپنے گھر میں تحفے میں آئے شہد سے آپ ﷺ کی ضیافت کی اور اس میں تاخیر ہوگئی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس پر غیرت آئی، انہوں نے حضرت سودہؓ اور حضرت صفیہؓ کو بھی شامل کرلیا اور ان تینوں نے جب بار باری سے اور جدا جدا دہن مبارک سے بوئے مغافیر آنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے شہد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت سودہؓ نے ظاہری طور سے خیال کیا کہ ہم نے اس کو حرام کرا دیا، مگر حضرت حفصہؓ نے ان کو کچھ کہنے سے روک دیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے حافظ مردویہ کی ایک اور روایت کی بنا پر واقعہ لکھا ہے کہ حضرت سودہؓ کے گھر میں جام شہد پینے کا واقعہ پیش آیا تھا اور اس کی وجہ سے تاخیر زیارت کی روک تھام کے لیے حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ نے مل کر بوئے مغافیر کے دہن مبارک سے آنے کا منصوبہ بنا کر آپ ﷺ کو تحریم پر آمادہ کیا۔ ان کے علاوہ بھی بعض اور احادیث و روایات ہیں جو دوسری ازواج کے شمول کو حاوی ہیں اور اس واقعۂ مغافیر کے تعدد کو ظاہر کرتی ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تسلیم کیا ہے کہ ازواج مطہرات میں سے متعدد نے اس منصوبہ بندی میں حصہ لیا تھا وران میں حضرت عائشہؓ و حضرت حفصہؓ کا حصہ زیادہ تھا، یا ان کے واقعے اور منصوبے کو زیادہ شہرت ملی۔ اسی حوالے تفسیر سدی کی روایت کہ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں آپ کی شہد کے استعمال میں تاخیر کا یہ شاخسانہ تھا شاذ قرار پائی، لیکن اس کی تائید و تصویب تفسیر طبری اور متعدد کتب سیرت سے ہوتی ہے اور واقعہ بھی تعدد کا متقاضی ہے۔ بلاذری نے حضرت سعید بن جبیرؒ کی مرسل روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کا طائف میں مال تھا جس سے شہد آتا تھا:

کان لام سلمة نسیب بالطائف یهدی لها عسلا

بہ ہر حال اس واقعہ مغافیر کے مجموعے نے آپ ﷺ کو تحریم شہد پر آمادہ کیا جو اصلاً تحریم اصطلاحی معنوں میں نہ تھی، وہ حضرت یعقوب کی تحریم لحم پسندیدہ کی مانند تھی کہ اس کا استعمال اپنی ازواج مطہرات کی مرضات کی وجہ سے یا نذر و قربانی کی رعایت میں بند کر دیا تھا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِى مَرْضَاتَ أَزْوَٰجِكَ ۚ

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① (۱)

اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال کردی، آپ اُس کو اپنی بیویوں کی خوش نودی کے لیے حرام کیوں کرتے ہیں؟ اور اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

میں واردلفظ "مرضات ازواج" بھی متعدد ازواج مطہرات کی خاطر داری، منصوبہ بندی اور تعریض کی تصدیق کرتا ہے اور واقع مغافیر کے تعدد کثیر کا موید ہے۔ اس لیے یہ تمام روایات اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔

واقعہ مغافیر کے دوسرے مضمرات اور تحریم حلال کے باقی معاملات سے قطع نظر، ازواج مطہرات کی منصوبہ بندی اور تعریض کا بنیادی محرک رسول اکرم ﷺ کے وقت میں اپنے حق/حقوق کی پاس داری کا جذبہ صادق تھا، اور جو کسی طور سے غیر اسلامی یا غیر اخلاقی نہیں تھا۔ ازواج مطہرات کے اظہار تعریض نے سوتیاہ چاہ کی صورت اس لیے اختیار کرلی تھی کہ کسی نہ کسی زوجہ مطہرہ کے شوق زیارت وملاقات اور عنایات رسول کی طلب بے کراں کے سبب دوسروں کو محرومی وملال اور حقوق کی پامالی کا خیال ستاتا تھا، اور وہ بہ راہ راست اعتراض وشکوے سے احتراز کرانا چاہتی تھیں۔ بعد نزول آیات کریمہ شہد کا استعمال پھر سے جاری ہوگیا اور طریق واسوہ نبوی نے مرضات ازواج کی رعایت بھی کرنی شروع کردی۔ (۲)

التفات نبوی کی طالب ازواج مطہرات حسب معمول نبوی رسول اکرم ﷺ کے حجروں کے زیارت کے بعد کسی باری والی زوجہ کے گھر روزانہ جمع ہوجاتیں، اور آپ ﷺ ان سے کوئی کلام وگفت گو کرتے، وہ آپ کی توجہ والتفات کی اتنی طالب ہوتیں کہ زیادہ سے زیادہ اپنی طرف آپ کو متوجہ رکھنا چاہتیں، دوسروں کو اس بے جا توجہ والتفات طلبی پر تکدر

۱۔ تحریم: ۱

۲۔ مذکورہ بالا مصادر اور سابق حواشی، بحث مفصل کے لیے، کتاب خاک سار "عہد نبوی کے اختلافات کی بحث، واقعہ مغافیر، ۵۸۔ ۶۰ متعدد نئی روایات ومفصل بیانات کے لیے، بلاذری، انساب: ص ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۹: بلاذری نے حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں یہ صراحت نئی کی ہے کہ آپ شہد نوشی کی چاہ اور زوجہ مطہرہ کی چاہت کی رعایت میں ان کی باری کے دن کے علاوہ بھی تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت حفصہؓ کے جام شہد کا بھی ذکر صراحت سے کیا ہے۔ نیز بلاذری: ص ۱۰۶۳ اطائف سے ہدیہ شہد کے باب میں۔

ہوتا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدارات آمیز گفت گو اور موانست آگیں عنایات کی وجہ سے وہ مطمئن ہوجاتیں، اور پھر اپنے اپنے حجروں میں شب غم کاٹنے چلی جاتیں اور باری والی زوجہ مطہرہ اپنا دامن دل عیش ومسرت ورفاقت کے پھولوں سے بھرلیتیں۔ ازواج مطہرات کا ایک معمول یہ بھی ہمیشہ رہا کہ وہ باری والی زوجہ طاہرہ کے ہاں بالعموم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو آیا کرتیں، اور کچھ وقت شادکام ہوکر اپنے حجروں کو لوٹ جاتیں۔ (۱) ان کی آمد ورفت اور توجہ وعنایت نبوی کے بعض واقعات بڑے ہی دل چسپ ہیں۔

حضرت زینب بنت جحشؓ ایک شام حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں ملاقات وزیارت کے لیے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود نہ تھے۔ وہ انتظار میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔ اسی دوران آپ تشریف لائے تو شام کی جادو بھری تاریک یا جھٹ پٹے میں حضرت زینبؓ کی طرف بڑھے کہ شاید خاتون خانہ وہی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو التفات نبوی تڑپا گیا اور بے ساختہ پکار اٹھیں: "یارسول اللہ ادھر تو زینب بیٹھی ہیں اور میں ادھر ہوں" آپ نے دونوں کی مدارات کی کہ اسوہ نبوی یہی تھا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی توجہ طلبی فطری بھی تھی اور محبت کا تقاضا بھی، جس کو سوتیا چاہ نے اور گہرا کردیا تھا اور تڑپ بن کر زبان پر آگیا۔ (۲)

حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دونوں کا نام فال نبوی کے معمول وسنت متواترہ کے مطابق ایک سفر/غزوہ کے دوران نکل آیا۔ دونوں ازواج مطہرات اپنی اپنی سواریوں پر ہودج میں برجمان صحابہ کے حفاظتی دستے کے جلو میں گام زن رہتیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ناقہ بالعموم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سواری کے ساتھ لگا رہتا اور آپ ان سے باتیں کرتے جاتے۔ حضرت حفصہؓ کو عدم التفات کا کرب جب زیادہ ستانے لگا تو انہوں نے ایک رات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان کی جگہ لینے کی خواہش کی، جو انہوں نے مان لی۔ رات کے دھند لکے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ صدیقہؓ کے خیال میں سواری سے لگے چلنے لگے تو حضرت حفصہؓ کی موجودگی کا احساس ہوا، مگر آپ ان سے باتیں کرتے رہے اور ان کے ساتھ شب بسری کا بھی

۱۔ معمول زیارت روزانہ کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، باب القسم بین الزوجات۔

۲۔ مذکورہ بالا باب مسلم: سیرۃ عائشہؓ، ۵۹۔

حسب معمول حق ادا کیا۔ حضرت صدیقہؓ کو رسول اکرم ﷺ سے ہے جدائی کا ملال ہوا تو حضرت حفصہؓ کو رفاقت ووصال کا جمال ملا۔ دونوں کا رویہ وروش انسانی فطرت اور ازواج کی جبلت کا آئینہ دار تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا کرب مہذب ان کے اس جملے میں نظر آتا ہے: ''میں آپ کو نہ کچھ کہہ سکتی ہوں اور نہ حفصہؓ کو اور پھر گھاس کے ڈھیر پر پاؤں گھسا کر بولیں''، لیکن یہ دعا تو کر سکتی ہوں کہ بچھو وغیرہ میں موذی مجھے ڈس لے۔(۱)

دوسرے واقعاتِ اختلاف

سوت وسوکن کا وجود اور متعدد ازواج کا باہم ربط وارتباط تمام تر خیر خواہی اور محبت وملاطفت کے باوجود باعث کرب وملال ہوتا ہے۔ سوکنوں کے شعور اور لاشعور میں اس کی لہریں ہر آن اور ہر وقت اور ہر موقع پر ٹھیس لگاتیں، ٹیس اٹھاتیں اور احتیاط گزاری پر اکساتی ہیں۔ ان کے خاموش واقعات سیرت میں موجود ہیں۔ بسا اوقات رسول اکرم ﷺ سے متحدہ اختلافات ازواج کے معاملات میں بھی ان کی لہریں کام کر جاتی تھیں۔

واقعہ ایلا وتخییر

اس موقع پر تمام ازواج مطہرات کا متحدہ محاذ رسول اکرم ﷺ سے بالاتفاق گھریلو سہولیات اور نان ونفقے میں اضافات کا طالب تھا۔ بلاذری وغیرہ کی حضرت عائشہ رج سے روایت واقدی سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کو ہدایائے نبوی پر حضرت زینبؓ وعائشہؓ کی سوتیا چاہ کا معاملہ بھی وجہ ایلا بنا تھا۔ ایلا یعنی عارضی عزلت نبوی اور ازواج مطہرات سے ایک ماہ جدائی کے معاملے میں سورۂ احزاب کی آیات کریمہ: ۲۸-۳۴ کی تنزیل ہوئی تو تخییر کا مسئلہ پیش آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو تخییر الٰہی کا پیغام سنایا کہ وہ دنیاوی عیش وعشرت یا نبوی رفاقت میں سے کسے اختیار

۱۔ بخاری، کتاب النکاح، باب القرعۃ بین النساء اذا اراد سفرا: فتح الباری: ج ۸، ص ۳۸۵ ومابعد: مسلم، باب فضل عائشۃ: تفصیل وبحث کے لیے کتاب خاک سار عہد نبوی کے اختلافات: ۶۶-۶۷ بحوالہ بحث حافظ ابن حجر عسقلانی۔

کرتی ہیں۔ ان کی کم عمری، بھول پن، تعلق خاطر اور متعدد دوسری وجوہ سے ان کو جلد بازی نہ کرنے کی ہدایت دی اور اولادین ماجدین سے مشورہ لینے کی بھی نصیحت کی، لیکن جان نثار وتقویٰ شعار زوجہ مطہرہ نے بلا کسی تردد وتامل کے رفاقت رسول اکرم ﷺ کو واحد ترجیح بتا کر ایک نسوانی و ''بیویانہ'' التجا بھی کی کہ آپ میری تخییر وترجیح سے دوسرے ازواج مطہرات کو آگاہ نہ کریں۔ یہ سوتیاہ چاہ کی لہر زیریں و کرب آگیں تھی جو ان کے دل سے زبان پر آ گئی تھی، آپ نے فرمایا، اور نبوی اسوہ صدق وصفا قائم فرمایا کہ ''وہ پوچھیں گی تو ضرور بتا دوں گا'' مگر کسی نے نہ پوچھا اور سب کی تخییر واحد رفاقت نبوی ہی ٹھہری۔ (۱)

صحن مسجد میں اعتکاف

سالانہ اعتکاف رمضان کے لیے رسول اکرم ﷺ نے اپنے اور حضرت عائشہؓ کے لیے دو خیمے لگوائے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہہ سن کر بلا اذن نبوی اپنا خیمہ بھی لگوا لیا۔ حضرت زینب بنت جحشؓ کو خبر ملی تو انہوں نے بلا اجازت واذن اپنا خیمہ بھی ایستادہ کرا لیا۔ صحن مسجد غالباً اور ازواج مطہرات کے خیموں آراستہ ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ دینی منافست اور سوتیا چاہ کی مسابقت پسند نہ فرمائی تو تمام خیمے اکھڑوا دیے۔ زجر وتوبیخ اور نصیحت وفضیحت کے بیان غضب ناک سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ملال ہوا اور ان کی کچھ کہا سنی حضرت حفصہؓ سے ہو گئی کہ مسابقت کا فتنہ ان کا ابھارا ہوا تھا۔ (۲)

۱۔ صحیح مسلم، باب الایلاء، بخاری کتاب المظالم، باب الایلاء: فتح الباری: ج۹، ص ۳۷۲ و مابعد، بخاری، کتاب النکاح باب ھجرۃ النبی ﷺ الخ مسلم، کتاب لاطلاق، باب بیان ان تخیر امراۃ الخ وغیرہ فتح الباری: ج۹، ص ۴۵۵ و مابعد، عہد نبوی کے اختلافات، مزید حوالے اور تعلیقات ہیں: نیز بلاذری، انساب: ص ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱ و مابعد: **انه اهديت الى النبى ﷺ هدية فى بيتها، فارسل الى كل امرة من نسائه شيئا و ارسل الى زينب ﷺ فلم ت ﷺ، وزادها، فقالت عائشة، لقد اقمات وجهک حين ترد عليک الهدية، فقال ﷺ: لانتن اهون على من ان تقمننى، والله لا ادخل عليكن شهرا**۔ اگلی روایت میں حضرت حفصہؓ کے راز نبوی افشا کرنے کو سبب ایلا بتایا گیا ہے۔

۲۔ بخاری کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف النساء، فتح الباری: ج ۴، ص ۳۴۹ و مابعد: حدیث ۲۰۳۳ بالخصوص، عہد نبوی کے اختلافات، بحث برموضوع۔

نیابت نماز و امامت نبوی

مرض الوفاۃ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جسمانی کم زوری اور قائدانہ نقاہت کے سبب پہلے کسی صحابی رسول کو امام بنانے کی عام ہدایت کی اور بعد میں اسے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی نیابت سے خاص بھی کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو اپنے والد ماجد کی رقیق القلبی کا کچھ خیال تھا کہ وہ مصلائے امامت پر کھڑے ہو کر گریہ وزاری سے رک نہ سکیں گے اور کچھ بدفالی اور بدشگونی کا بھی وہم تھا کہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ امامت کرنے والے کو منحوس سمجھیں گے۔ وہ حضرت عمر فاروق ؓ کی صلابت اور قائدانہ صلاحیت کی وجہ سے ان کو موزوں تر نائب سمجھتی تھیں، جیسا کہ خود صدیق اکبر ؓ اور متعدد دوسرے صحابہ کرام کا خیال تھا۔ ان ہی وجوہ واسباب سے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے حضرت حفصہ ؓ کو نیابت فاروقی کی اپنی تجویز مصلحانہ کی تائید وتوثیق کرنے پر اکسایا اور حضرت حفصہ ؓ نے حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ مل کر نیابت امامت کے لیے حضرت عمر ؓ کا نام آپ کے سامنے پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت صدیقی پر اصرار کیا اور دو ازواج مطہرات کے علاوہ غالباً دوسری ازواج ہم نوا کو ''صواحب یوسف'' قرار دے کر سخت سست کہا۔ مسئلہ نیابت امامت تو حکم فرمان نبوی کے مطابق حل ہو گیا لیکن دونوں اولین صواحب نبوی کو دل گرفتہ کر گیا۔ حضرت حفصہ ؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے نہ صرف حکم نبوی اور مرضی امام کی خلاف ورزی کرانے کا شکوہ کیا، بل کہ ان کا نگاہ مصطفیٰ میں خاص طور سے اور معاشرہ اسلامی وازواج مطہرات میں عام طور سے رسوا کرنے کا باعث بھی قرار دیا۔ ان کا سخت و مستقل شکوہ یہ تھا کہ وہ اسی طرح ان کو ہمیشہ رسوا اور ذلیل وخوار کراتی رہی ہیں۔ ایک مودت و مصلحت آمیز تجویز صالح کی تائید کرانے کی کوشش صدیقہ ؓ نے سوتیا چاہ کے پرانے غم تازہ کر دیے تھے۔ (۱)

۱۔ بخاری، کتاب الاذان، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ وغیرہ دوسرے ابواب: مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الامام: بحث کے لیے کتاب خاک سار ''عہد نبوی کے اختلافات، بحث ''نماز کی امامت پر اختلاف''، سیرۃ عائشہ ؓ، ۱۱۰ میں اختلاف و بحث حضرت عائشہ وحفصہ ؓ کا حوالہ نہیں ہے۔ کتب حدیث بالخصوص بخاری اور شرح حافظ میں وہ موجود ہے۔

واقعہ قرطاس پر شوروشغب

وفات سے پانچ روز قبل جمعرات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام اور ازواج مطہرت کے چیدہ مجمع کے سامنے ایک عام کتاب ہدایت لکھوانے کے لیے کاغذ وقلم اور دوات طلب کی۔ صحابہ نے بالعموم اور حضرت عمر فاروق نے بالخصوص آپ کو سخت تکلیف میں مزید اذیت دینے سے بچانے کے لیے اس طلب کی تعمیل سے روک دیا۔ صحابہ وازواج میں اختلاف آرا ہوا اور شوروشغب بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو مجلس سے اٹھا دیا اور معاملے قرطاس ملتوی ہوگیا۔ ازواج مطہرات میں سے بعض تجویز فاروقی کی موید تھیں اور وہ دوسری فکروخیال کی ازواج سے الجھ گئیں۔ اس اختلاف و بحث میں اصل محرک اپنے محبوب رسول اور مبتلائے تکلیف پیغمبر اعظم کی راحت رسانی کا جذبہ خیر تھا۔ ایسے اختلاف آراوخیالات وافکار کے متعدد دوسرے واقعات عام صحابہ کرام کے علاوہ ازواج مطہرات میں بھی موجود تھے، جو وہ سوتیا چاہ کے نمونے بھی تھے۔(۱)

ان تمام واقعات وروایات میں سے بیشتر میں آرا اور مشوروں کا دخل تھا اور ان کا تصادم دوسروں کی آراواقوال سے ہوتا تھا، جس نے اختلاف کی شکل اختیار کرلی اور اس کے نتیجے میں ایک دوسرے پر ذمے داری اور جواب دہی عائد کی گئی۔ شوروشغب مجلس نبوی میں مزید باعث خلجان بنا تھا۔

ازواج مطہرات کے دو خیمے/حزب

حدیث بخاری: ۲۵۸۱ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا واضح بیان ہے کہ رسول اللہ

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فتح الباری: ج۸، ص ۱۶۲۔ ۱۶۵: کتاب الطب، باب اللدود: فتح الباری: ج ۱۰، ص ۲۰۵ وغیرہ، مراض الوفات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک حبشی دوا پلانے کی تجویز دو مہاجرات حبشہ میں سے ایک زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کی طرف سے آئی تھی اور ان دونوں کے مشورے وتجویز پر دیگر ازواج وحاضرین حجرہ مبارکہ کو بلا اذن نبوی دوا پلانے کے عوض سزا سے دوچار ہونا پڑا اور تان تجویز کرنے والوں کی جسارت پر ٹوٹی اور باہمی ردوقدح اور الزام وجواب کا ماحول گرم ہوا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں دو گروہوں میں منقسم تھیں: ایک میں حضرت عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں، اور دوسرے میں حضرت ام سلمہ اور بقیہ ازواج نبوی تھیں۔

دو طبقات ازواج میں سے ایک کی قائد حضرت عائشہ صدیقہ تھیں اور ان کی یہ قیادت اعلیٰ ان کی صلاحیتوں کے علاوہ ان کی منزلت زوجی سے ملی تھی۔ دوسرے خیمے کی ایک قائد حضرت ام سلمہ تھیں اور ان کا دعوائے قیادت ان کی علمی و دینی اور ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کے ساتھ قرابت نبوی پر بھی قائم تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی اس حدیث میں خاص کر دوسرے خیمے میں موجود ازواج میں سے صرف حضرت ام سلمہ کا نام ہے اور بقیہ کی طرف اشارہ ہے۔ موصوفہ کا یہ خاص الخاص طرز بیان ہے کہ وہ بعض افراد پسندیدہ و ناپسندیدہ کا نام صراحت کے ساتھ لینے سے گریز کیا کرتی تھیں کہ بات بھی ہو جائے اور زبان پر نام بھی نہ آئے۔ اس لیے انہوں نے دوسرے خیمے کی اصل قائد جرار اور صاحب زبان طرار حضرت زینب بنت جحش اسدی کا نام نہیں لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت زینب بنت جحش کو بہ طور خاص اپنی حریف، مسابقت والی، ہم سری کو دعویٰ کرنے والی اور مد مقابل گردانتی تھیں اور اس کی وجوہ خاص تھیں اور وہ تھیں، وہ خاندانی رشتہ داری کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت ترین تھیں۔ نہایت حسین و جمیل تھیں، عالم و فاضل اور دین دار تھیں، زبان و بیان اور فصاحت و بلاغت کی حامل تھیں، جرأت و جسارت اور حق گوئی اور حق کی پاس داری میں ایک پیکر عظیم تھیں، ان وجوہ سے تیز مزاج سمجھی جاتی تھیں۔ اصلاً دوسرے حزب کی قائد و سربراہ حضرت زینب بنت جحش ہی تھیں اور حدیث مذکورہ بالا میں حضرت ام سلمہ کا نام نامی محض اس وجہ سے آ گیا کہ وہ ترجمان بن کر آئی تھیں۔ دوسری ازواج خیمہ دوم تھیں: حضرت ام حبیبہ، حضرت جویرہ، حضرت میمونہ اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہن جن کو بالعموم باندی کہا جاتا ہے اور ان کا نام ازواج مطہرات میں نہیں لیا جاتا۔ حال آں کہ وہ باقاعدہ مہر والی زوجۂ محترمہ تھیں، اور اس حیثیت میں اس مطہر و مزکی طبقہ ازواج میں شامل و شمار کی جاتی تھیں جیسا کہ مصادر کا بیان ہے۔(۱)

۱۔ بخاری کتاب الھبۃ، باب اھدیٰ الی صاحبہ وتحری بعض نساء دون بعض: فتح الباری: ج۵، ص ۲۵۳ ومابعد۔ حافظ موصوف نے اس نے اس باب میں معاملہ حزب پر بہت کم (بقیہ اگلے صفحے پر)

اس تقسیم/حزب و گروہ ازواج مطہرات کے دو مطالبات تھے:

اول اور اصل مطالبہ فریق ثانی کا یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنت الصدیق/ عائشہؓ کے بارے میں عدل وانصاف کریں، جس کا ماحصل یہ تھا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مانند برابری کا سلوک مانگتی تھیں۔

دوسرا مطالبہ اول الذکر کا شاخسانہ رتھا اور اس کا ہدف ذات حضرت عائشہ صدیقہؓ نہ تھی، بل کہ صحابہ کرام کے تحائف وہدایا میں تعدیل سے متعلق تھا کہ صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری والے دن تحائف وہدایا کی بھر مار نہ کریں اور دوسری ازواج کی باریوں پر بھی عدل کریں۔ دوسرا ضمنی یا جڑواں مطالبہ بھی ''سوتیا چاہ'' کا زائیدہ اور نمائندہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری والے دن پر صحابہ کرام خاص ترجیح کیوں کریں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو حکم دیں کہ وہ اپنے تحائف باری صدیقہؓ کے انتظار میں روکے نہ رکھا کریں اور حسب معمول بھیجتے رہا کریں۔ ترجیح وجاہت صدیقہؓ نے کیا کیا گل کھلائے۔

احادیث بخاری: ۲۵۸۱۔ ۳۷۷۸ وغیرہ اور دوسری احادیث مسلم وکتب دیگر میں ان دونوں مطالبات میں کچھ خلط ملط ہو گیا ہے۔ مذکورہ بالا احادیث میں حضرت ام سلمہؓ کے جواب میں فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لاتوذینی فی عائشۃ

اور حضرت فاطمہؓ کی جناب نبوی میں سفارش بہ رائے ازواج مطہرات، وکالت کے روپ میں:

ان نساءک ینشدنک العدل فی بنت ابی بکر

(ازصفحہ گذشتہ) بحث کی ہے بل کہ صرف حوالہ ہی دیا۔ انہوں نے واقعہ مغافیر ومسئلہ شہد نوشی کے ضمن میں بھی دونوں حزبوں کا صرف حوالہ ہی دیا ہے اور سارا ارتکاز ''صاحبۃ العسل'' کی تلاش وتعین پر ہے۔ نیز مسلم، کتاب الفضائل: باب فضل عائشۃ، سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، مذکورہ بالا۔ مہر والی ازواج (مھائر جمع مھیرۃ) کی تخصیص کے لیے ملاحظہ ہو: ابن اسحاق/ ابن ہشام، باب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ج ۴، ص ۱۰۰۲ وغیرہ: بنا والی اور مہر والی دو صفات ہیں؛ بلاذری، انساب: ص ۱۰۰۹ وغیرہ: وقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن تسع مھائر، محقق کی مھائر کی تعبیر وتفسیر بہ حوالہ جوہری قابل غور ہے۔

اور آپ کا جواب دل گیر و جاں سوز اول و اصل مطالبہ ازواج کا عکاس ہے۔ اور ہدایا کا معاملہ و مطالبہ دوسرا اور ضمنی ہے، جس کا تعلق صحابہ کرام کو عام ہدایت نبوی دینے سے متعلق ہے۔ مزید بحث سے مسئلہ صاف ہو جائے گا۔

ازواج مطہرات کا اصل مطالبہ یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں عدل و نصاف فرمائیں۔ پہلے ان کی قائدہ کبریٰ حضرت ام سلمہؓ نے سب کے ایما و فیصلے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حجرہ عائشہؓ میں درخواست کی اور ان کی درخواست والتجا صحابہ کرام کے ہدایا و تحائف کی بلا امتیاز ترسیل کے حوالے سے آئی ہے، اور وہ بعد کے دوسرے معاملے سے متاثر ہے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام سلمہؓ کو اولین جواب اور ان کے بار بار دہرانے پر واضح فرمان و جواب نبوی مقصد اول کو سامنے لاتا اور واضح کرتا ہے:

لا تو ذینی فی عائشۃ، فان الوحی لم یاتنی فی ثوب امرأۃ الا عائشۃ

مجھ کو عائشہؓ کے باب میں اذیت نہ دو، کیوں کہ میرے پاس وحی عائشہ کے بستر و کپڑے کے سوا اور زوجہ کے بستر میں نہیں آئی:

حدیث بخاری: ۲۵۸۱ کے یہ الفاظ ہیں اور حدیث بخاری: ۳۷۷۵ میں دوسرے ہیں:

یا ام سلمۃ، لا تو ذینی فی عائشۃ فانہ واللہ ما نزل علی الوحی و انا فی لحاف امراۃ منکن غیرھا

اور اس پر مؤخر الذکر تمام ہو جاتی ہے مگر اول الذکر حدیث بخاری میں آگے ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا:

اتوب الی اللہ من اذاک، یا رسول اللہ

یا رسول اللہ، میں آپ کو اذیت دینے سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

اس کے بعد حضرت فاطمہؓ نے آخر کار آ کر جناب نبوی میں کیا کہ آپ کی بیویاں آپ کو بنت ابی بکر کے بارے میں عدل کرنے کی قسم دلاتی ہیں اور اس کے جواب میں آپ نے حضرت فاطمہؓ سے ایک مسکت سوال محبت کیا: میری پیاری بیٹی! کیا تم اسے نہیں چاہتیں جسے میں چاہتا ہوں، بیٹی نے کیا: کیوں نہیں! اور ازواج کے پاس لوٹ کر گئیں اور ان کو خبر کی، انہوں نے پھر ان سے جانے کی درخواست کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ سفیرات ازواج

سے مکالمات نبوی وضاحت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے معاملے میں وہ سب کی سب طالبات عدل وانصاف تھیں۔ فضیلت عائشہؓ کے بیان نبوی میں لحاف/ بستر میں وحی کے نزول کا ذکر اس کی عظیم ترین شہادت ہے۔(۱)

ازواج مطہرات نے اس کے بعد اصل قائد حزب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اپنا وکیل وترجمان بنا کر بھیجا۔ حدیث کے مطابق انہوں نے آکر سخت زبان استعمال کی اور وہی جملہ دوسرے انداز سے بلند آواز میں پیش کیا:

فاتته، فاغلظت، وقالت: ان نساءک ینشدنک اللہ العدل فی بنت ابن ابی قحافۃ، فرفعت صوتھا حتی تناولت عائشۃ وھی قاعدۃ فسبتھا

انہوں نے نہ صرف درخواست کی بل کہ حضرت عائشہؓ کو جو وہاں موجود وتشریف فرما تھیں، لپیٹ لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کی جانب دیکھا، انہوں نے اتنی سختی اور دلیل وذہانت سے جواب دیا کہ ان کو خاموش کر دیا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا: ''بالآخر وہ ابوبکر کی دختر ہی تو ہے''۔

دو مزید ضمنی روایات میں سے اول الذکر میں صحابہ کرام کے ہدایا وتحائف کا پس منظر بیان کیا گیا ہے اور دوسری میں ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جب فاطمہؓ نے آنے کی اجازت طلب کی: حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ دونوں کی سفارتوں اور وکالتوں میں حضرت عائشہؓ کے بارے میں ازواج کے ساتھ عدل کرنے کا مطالبہ ہے۔ اور حضرت زینبؓ کے کلام بلاغت نظام میں براہ راست حضرت عائشہؓ پر ان کے سب وشتم کا بیان صریح ہے جو سوتیا چاہ کا ثبوت ہے۔ روایات میں حضرت عائشہؓ کے جوابات وتردیدات حضرت زینبؓ کی تفصیل نہیں ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے اپنی شرح میں کچھ تشنہ سی تفصیل دی

۱۔ مصادر مذکورہ بالا، سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہؓ، مذکورہ بالا بحث تشنہ ہے اور اصل مسئلہ تفصیل سے بالکل خالی۔ مفصل بحث کے لیے کتاب خاکسار ''عہد نبوی کے اختلافات'' میں بحث برحزبین، ۵۶۔۵۸ بلاذری، انساب: ص ۱۰۳۸۔۱۰۳۹، میں حضرت فاطمہؓ سے مکالمات نبوی میں کچھ فرق واضافہ بھی ہے: **فقالت: یا رسول اللہ، ان ازواجک ارسلنی الیک یسالنک السویۃ فی ابنۃ ابن ابی قحافۃ، فقال: ای بنیۃ الست تحبین ما احب؟ فقالت: بلی۔۔۔۔ قال: فاحبی ھذہ، یعنی عائشہ**

ہے۔ حافظ موصوف نے ایک دل چسپ وضاحت یہ ضرور کی ہے کہ حضرت زینبؓ ہی اس حزب دوم کی سردار تھیں۔ اور انہوں نے ہی پہلے حضرت فاطمہؓ کو بھیجا تھا اور پھر خود تشریف لے گئی تھیں۔ مزید بحث کے لیے کتاب النکاح کا حوالہ دیا ہے۔(۱)

مطالبہ دوم کہ صحابہ کرام اپنے تحائف وہدایا اور خوان ہائے نعمت بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری والے دن کا انتظار نہ کیا کریں، اور تمام ازواج مطہرات کی باری والے دنوں میں یک ساں طور سے اور عادلانہ طریق میں بھیجتے رہا کریں، لہٰذا ان کو آپ ہدایت ترسیل عادلانہ فرمادیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہ آیا اور آپ نے ایسی کوئی ہدایت ونصیحت کا فرمان نبوی جاری کرنے سے انکار کردیا کہ وہ غیر عادلانہ اور جبریہ وصول یابی کا معاملہ بن جاتا۔ مسئلہ مشکلہ اور قضیہ مرضیہ تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لیے آپ کی شدید ترین محبت اور بے کراں چاہت رفاقت سب کو معلوم تھی۔ صحابہ کرام اور صحابیات طاہرات رضا وخوش نودی حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ان دونوں کی خاص رعایت واہتمام کرتے اور اس سے رضائے الٰہی چاہتے۔ عاقبت اندیش اور مزاج نبوی کے عارف اور جاں نثار اعزہ واقارب ازواج طاہرات اور ان میں بھی سرخیل فاروق اعظمؓ اپنی دختروں کو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مسابقت ومقابلہ کرنے سے روکا کرتے اور ناراضی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل کہ خاطر عاطر کی معمولی اذیت کو بھی باعث ہلاکت گردانتے۔ احادیث بخاری: ۵۲۱۸، ۵۱۹۱ وغیرہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے حضرت حفصہؓ کو مختلف مواقع پر حضرت عائشہؓ کے بارے میں خبردار کیا تھا۔ ان کے تادیبی اور تحذیری جملے ہیں:

الم حذرتک هذا۔۔۔/یابنیة، لایغرنک هذه التی اعجبها حسنها حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاها، یرید عائشة رضی اللہ عنها

۱۔ بخاری، فتح الباری وغیرہ کے مذکورہ بالا حواشی وتعلیقات کے علاوہ ملاحظہ ہو: بخاری، کتاب النکاح، باب کا حوالہ حضرت شارح نے نہیں دیا، فتح الباری: ج۹، ص ۴۶۷ ومابعد، بحث برشہد نوشی کے میں ازواج مطہرات کا اختلاف اور حزب سازی؛ عہد نبوی کے اختلافات کی بحث کا اصل سرچشمہ حدیث: ۲۵۸۱ ہے جو کتاب الھبۃ کے مذکورہ بالا باب میں ہے؛ بلاذری، انساب: ص۹ ۱۰۳

موخر الذکر حدیث کے راوی حضرت عمر فاروقؓ ہیں اور ان کا بیان ہے کہ میں نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہی تو آپ نے تبسم فرمایا۔

بلاذری کی ایک روایت بتاتی ہے کہ فاروق اعظمؓ نے حضرت عائشہؓ و حضرت زینبؓ دونوں سے مسابقت سے منع کیا تھا اور وجہ بھی بتائی تھی۔ صحابہ کرام اور خاص کر ازواج مطہرات کے اولادین و اقارب کے ایسے تجربات و احساسات کا ایک ذخیرہ ہے۔ بلاذری نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تادیبِ حضرت عائشہؓ کے بعض روایات و واقعات اور معاملات کے مظاہرے وایلا وغیرہ کے ضمن میں بیان کیے ہیں اور دوسروں نے بھی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو اپنے تحائف و ہدایا کی ترسیل میں ازواج مطہرات کے مطالبہ نظام عادلانہ کو اصولی طور پہ قبول نہیں فرمایا، اور وہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ مگر یہ حقیقت بھی ذہن نشین رکھنی لازمی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ محبت و عقیدت میں جو ہدایائے طعام و تحائف عام صحابہ کرام کی خاص عنایات سے آتے تھے، ان میں سے تمام ازواج کو ان کے نصیب کے مطابق حصے بھیجے جاتے تھے اور حضرت زینبؓ کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کی تسلی و تشفی کی خاطر زیادہ عطا فرماتے تھے۔ اصل میں یہ عام سنت متواترہ تھی کہ صحابہ کرام، اعزہ و اقارب اور تمام دوسرے عقیدت مندوں کے پاس سے آنے والے ہدایا آپ تمام ازواج کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے۔ (۱) لیکن دوسری کے گھر کی چیز ان کو سبکی کا احساس دلاتی۔

۱۔ کتاب الھبۃ کی احادیث مذکورہ بالا، کتاب خاک سار۔ عہد نبوی کے اختلافات، ۵۸ اور اس کے حاشیہ و تعلیق: ۱۱۳۔ ۱۱۴ میں اس پر مفصل بحث ہے، یہ سوال بھی بہت اہم ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری پر صحابہ کرام کے ہدایا کی جھڑی لگ جاتی تھی اور دوسروں کو اس سے کم ملتا تھا تو اس محرومی و کم نصیبی میں حضرت عائشہ کی گروہ والی ازواج بھی شامل تھیں اور کیا ان کو اس کی شکایت نہ تھی؟ زبانوں پر نہ رہی ہو یا حضرت عائشہؓ کے تعلق خاطر کی وجہ سے خاموشی اختیار کی ہو مگر وہ دل سے تو دوسری ٹولی کے ساتھ تھیں۔ سید صاحب اور دوسرے شارحین نے اس قضیے پر تشفی بخش بحث نہیں ہے۔

بقایا تنبیہات فاروق اعظم کے لیے ملاحظہ ہو: بخاری/ فتح الباری: ج ۹، ص ۳۴۴۔ ۳۶۴۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴، اول الذکر بحث مفصل کا تعلق واقعہ ایلا سے ہے۔

بلاذری، انساب: ص ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳: ابن سعد میں اصلاوہ مروی ہے: ج ۸، ص ۸۰۔ ۸۱؛ ۱۰۶۱ و مابعد: ج ۱۔ ۲، ص ۱۰۶۳: **لاتراجعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہ لیس لک جمال زینب، ولا خلوۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا**

حضرت سودہؓ کی باری کا ہبہ

ازواج مطہرات میں سب کو اور اہل بیت طاہرین کے تمام مرد و زن کو حضرت عائشہؓ کی محبوبیت نبوی کا نہ صرف علم تھا بلکہ ان کے مزاج میں رضائے مولیٰ اور طلب خوش نودی رسول ﷺ میں اس کی رعایت کبریٰ بس گئی تھی اور وہ بالعموم اس کی جاں نثارانہ حفاظت کرتے۔ حضرت سودہؓ ایسی مزاج شناس اور عاشق رسول تھیں کہ آپ کی رضا طلبی اور خوش نودی خاطر کی وجہ سے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ کو ہبہ کر دی۔ وہ طلاق و فراق نبوی کے مشہور عام اور مبینہ اتہام کی بنا پر نہیں تھی اور نہ ہی زوجہ دوم کی کسی مصلحت بینی کی تحریک اور مستقبل کے خدشات کی روک تھام کی وجہ سے تھی۔ حدیث بخاری: ۵۲۱۲ / ۲۵۹۳ اور متعدد دوسری روایات واحادیث اور واقعات وحوادث کے علاوہ حضرت سودہؓ کے مزاج و کردار کا تقدس وظرف عالی بتاتا ہے کہ وہ محض رضائے حبیب کی خاطر تھی کہ ''تم کو چاہیں، تمہارے چاہنے والوں کو چاہیں''۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ تو ممنون کرم تھیں، ہی رسول اکرم ﷺ بھی ان کی جاں نثاری اور قربانی اور رضا طلبی کے ممنون و شاکر تھے، اور ان کو رفاقت و محبت کے ان کے حصے سے دوسری طرح بہرہ مند کرتے تھے۔ موخر الذکر حدیث بخاری کے الفاظ معنی خیز ہی نہیں بل کہ اصل محرک واضح کرتے ہیں:

ان سودۃ بنت زمعۃ وھبت یومھا ولیلتھا لعائشۃ زوج النبی ﷺ تبتغی بذلک رضا رسول اللہ ﷺ (۱)

۱۔ حدیث ۲۵۹۳ کے کثیر اطراف ہیں: ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۴۷۴۹، ۴۷۵۰، ۴۷۵۷، ۵۲۱۲، ۶۶۶۲، ۶۶۶۹، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۵۰۰، ۷۵۴۵، اور وہ مختلف کتب وابواب میں ہیں۔

بخاری/ فتح الباری: ج ۵، ص ۲۶۸۔ ۲۷۰ و متعدد کتب وابواب بخاری/ فتح الباری بالخصوص باب الھدایا و باب التحریم؛ کتاب النکاح: ج ۹، ص ۳۸۷ و مابعد جواز ھبۃ نوبتھا لضرتھا وغیرہ، حوالہ سید سلیمان ندوی، ۵۸۔ ۶۹ عاشیہ ۲ ور ا۔ ۳ بالترتیب۔ سید صاحب نے بری ہبہ کرنے کا محرک متعدد دوسرے بزرگوں کی مانند دو چار برس میں حضرت سودہ کے بوڑھی ہوجانے اور (بقیہ اگلے صفحے پر)

تمام ازواج مطہرات کی باری ہبہ کرنے کی قربانی

تمام تر سوتیا چاہ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خلاف ازواج مطہرات کی مستقل محاذ آرائی کے واقعات کے باوجود سب کو نگاہ وخار رسالت مآب ﷺ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بے مثال واتھاہ محبت وشیفتگی کا کلی ادراک تھا اور وہ اس کا خاص خیال بھی رکھتی تھیں۔ ان کو دراصل رضائے رسول ﷺ اور خوش نودی شوہر گرامی عزیز تھی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس کے ذریعے رضائے الٰہی کی طالب تھیں۔ اس پر ایک جامع بحث تجزیاتی خاتمے میں آتی ہے مگر واقعاتی طور سے ازواج مطہرات کے ادراک اور جاں نظاری کا واقعہ اواخر حیات کا قابل ذکر ہے۔ مرض الوفات میں اول روز سے رسول اکرم ﷺ اپنی باری والی زوجہ محترمہ سے بہ طور خاص اور دوسری ازواج طاہرات سے بالعموم سوال طلب نما فرماتے کہ کل کس زوجہ کی باری ہے۔ سب سمجھتیں تھیں کہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ وہ حجرہ عائشہ حبیبہؓ میں کسی طرح ان کی رضامندی سے پہنچ جائیں۔ متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام ازواج مطہرات نے بالاتفاق اور پوری خوش نودی خاطر سے محض طلب رضائے محمدی میں آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں جانے اور آرام فرمانے کی اجازت دے دی۔ حدیث بخاری ۴۷۷۳ کا متن ہے:

ان رسول اللہ ﷺ لما کان فی مرضہ جعل یدور فی نسائہ ویقول: این انا غدا، حرصا علی بیت عائشۃ، قالت عائشۃ: فلما کان یومی سکن

اس سے زیادہ وفاۃ النبی ﷺ کے باب میں حدیث بخاری وغیرہ زیادہ واضح ہیں:

(**از صفحہ گذشتہ**) اس کے خدشے میں طلاق نبوی سے دوچار ہوجانے کا بتایا ہے۔ وہ بھی غلط روایات کے یا صحیح روایات کی غلط تعبیر کے اسیر ہیں۔ اصل محرک حضرت سودہؓ کا رضا طلبی رسول ﷺ تھی جیسا کہ بخاری کی مذکورہ بالا حدث ے الفاظ میں ہے۔ بحث کے لیے کتاب خاک سار، عہد نبوی کے اختلافات، ۲۱۶۔۲۱۷ حاشیہ وتعلیق: ۱۱۳ کے علاوہ دو خاص مقالات خاک سار ملاحظہ ہوں: "ازواج مطہرات کی دینی سماجی مرتبت روایات طلاق کے تناظر میں" مشمولات سیرت امہات المؤمنین مرتبہ ڈاکٹر محمد طاہر، شبلی نیشنل کالج اعظم گڑھ: ج ۲، ص ۲۰۱۶ / ۴۳۔۶۹: حضرت سودہؓ کے باری ہبہ کرنے کا مقصد، افکار عالیہ، مؤناتھ بھنجن، اپریل۔ جون ۲۰۱۱ء: ص ۱۶۔۲۴

حدیث ۱۴۴۲:

لما ثقل رسول اللہ ﷺ واشتدبه وجعه استاذن ازواجه ان یمرض فی بیتی فاذن له

حضرت عائشہؓ کا دوسرا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی بیماری نے جب شدت اختیار کی تو آپ نے اپنی ازواج سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں بیماری کا زمانہ گزاریں اور آپ کو اجازت مل گئی۔

یہ تمام ازواج مطہرات کی اجتماعی قربانی تھی اور اپنی اپنی باریوں کا ہبہ رسول اکرم ﷺ کی رضا طلبی کے محرک کا مرہون منت تھا، حال آں کہ ان میں سے ہر ایک کو آپ کی تیارداری اور رفاقت کا شوق بے کراں تھا مگر آپ کی خوش نودی اور راحت جاں طلبی کی وجہ سے انہوں نے ایثار سے کام لینا پسند کیا۔ (۱) مرض الوفات کے پورے عرصے میں خاص کر بیت عائشہ صدیقہؓ میں قیام وسکونت کے بعد تمام ازواج مطہرات شب روز کے اکثر وقات میں آپ کے پاس رہتی تھیں اور آپ ﷺ کی تیارداری، دوادارو کرتیں اور آپ کو اپنی رفاقت وخدمت اور صلاح ومشورے سے برابر شادکام کرتے تھیں، جیسا کہ احادیث قرطاس اور وفات وغیرہ کے واقعات سے واضح ہوتا ہے۔ دوسرے صحابہ کرام اور اہل بیت خاص کر اپنی ذمے داری نبھاتے رہے۔

مرض الوفات میں سوتیا چاہ کے واقعات

متعدد ازواج مطہرات بہ یک وقت موجود ہوں اور مسائل ومعاملات درپیش ہوں تو ظروف غیرت وشکایات ٹکراتے ہی ہیں۔ حال آں کہ تعدد ازدواجی/ چندزوجگی معاشرت میں ان کی موجودگی یا یک جائی ضروری نہیں۔ تصادم وتعارض اور طنز وتعریض کے لیے ایک کا خیال

۱۔ بخاری/ فتح الباری: ج ۷، ص ۱۳۵ ومابعد: ج ۸، ص ۱۶۲ ومابعد: کتاب الفضائل، فضل عائشۃ، کتاب الوفاۃ/ مرض الوفاۃ بالترتیب ومباحثہ شارح دوسرے واقعات پر بحث اوپر گزر چکی ہے؛ بلاذری، انساب: ص ۱۰۳۸ میں دو روایات بخاری جیسی ہیں: دوسری میں اختصار ہے مگر اول میں اذن صریح کا ایک دل گداز جملہ ہے۔ **فقلن: یارسول اللہ قد وهبنا ایامنا لا ختنا عائشة**

ہی باعث پیش ہوتا ہے۔ مرض الوفات کے دوران بھی بعض واقعات طنز وتعریض وغیرہ پیش آئے، جو قدرتی اور فطری تھے اور ان کے باطنی امتیازات بھی تھے۔ شدت مرض اور زیادت کرب وتکلف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے چینی اور کراہ دیکھ کر حاضرات کے دلوں پر چھریاں چل جاتی تھیں۔ ایک بار حضرت صفیہؓ نے آپ کی تکلیف و بے چینی دیکھ کر اپنے دلی کرب اور قلبی لگاؤ کا اظہار کیا کہ ''آپ کی آئی مجھے آجائے'' اور خاصا گریہ کیا۔ ازواج مطہرات میں سے بعض کے منہ سے زوجہ محترمہ کے خلاف کچھ ناروا الفاظ نکل گئے، جن کا ماحصل یہ تھا کہ وہ دکھاوا اور ریاکاری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان طنزیہ جملوں کو سن کر اس بے چینی کی حالت میں حضرت صفیہؓ کی سچائی، جاں نثاری اور گریہ وزاری کی تصدیق فرمادی۔ زبان طعن بند ہوگئیں اور ندامت نے ان کو توبہ کرنے کی توفیق بخشی اور حضرت صفیہؓ کے وقار وکرم میں اضافہ ہوا اور سب کے لیے سبق بنا۔ ایسے بعض دوسرے واقعات بھی ہو سکتے ہیں، لیکن وہ عارضی نوعیت کے اور فوری اشتعال کے باعث پیدا ہونے والے معاملات غیرت ورشک ہی تھے۔

اصل سوتیا چاہ کا مظاہرہ اس آخری غم گین زمانے میں ازواج مطہرات کے درمیان ہوا، جب سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجتماعی تیمارداریوں کی اور ایک دوسرے کے ساتھ معاونت ومحبت ومدارات کا معاملہ کیا۔ ان کے حجرہ حضرت عائشہؓ میں اجتماعی قیام اور تیمارداری کے علاوہ باہمی موانست وملاطفت کے وقعات کا بھی شاہد ہے۔ مثلاً ازواج مطہرات کو وفات نبوی اور وصال شوہر گرامی کی غم ناک صورت حال کی اپنی وفات بعد رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی آرزو سب کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ سے بعد وفات سب سے پہلے کون سی زوجہ وصال سے مشرف ہوگی۔ آپ نے استعارے وکنائے میں فرمایا: وہ جو تم میں سب سے لمبی ہاتھ والی ہے اس کے بعد ہم سب اپنے ہاتھوں کی لمبائی ناپتے تو حضرت سودہؓ کو اس کا مستحق پاتے، لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا تو استعارہ وکنایۂ نبوی کا راز کھلا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقات والی زوجہ تھیں۔ عائشہ صدیقہؓ نے ان کے مناقب وفضائل خاص طور سے زیادہ بیان کیے کہ ان کو ہم سری اور فضیلت کا دعویٰ تھا اور حضرت

صدیقہؓ اس کی منکر ہرگز نہ تھیں۔(۱)

سوتیا چاہ کی بعض روایات ضعیف

سید سلیمان ندوی نے سیرت عائشہ میں ازواج مطہرات کے حوالے سے سوکنوں کے ساتھ برتاؤ کے صحیح روایات سے تعرض کیا ہے۔ بعد میں انہوں نے ایک تحقیقی استدراک وتجزیہ بعض اور روایات منکر اور احادیث ضعیف کا کیا ہے جو ان کے خیال میں درایت وروایت کے معیار پر صحیح نہیں ہیں۔ سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی ہی میں نہیں، روایت نگاری اور ترسیل اخبار کا یہ المیہ احادیث کا عدم محاکمہ اور تمام رطب ویابس کا قبول ہے۔ سید موصوف نے فنی بحث میں علل واسباب ضعف ونکارت متعدد ضعیف اور منکرات روایات کے باب میں بیان کیے ہیں۔ وہ اس باب میں کافی ہیں۔ مشتبہ اور غلط روایات کے عنوان سے سید صاحب نے حضرت ام حمیدہؓ کے تذکرہ اصابہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ازواج مطہرات کو باہم لڑایا کرتی تھیں۔ ہوسکتا ہے کہ منافقت میں سے کوئی ایسی رہی ہو لیکن صحابیات میں سے ایسا وجود ممکن نہیں کہ وہ عدالت صحابہ کے خلاف اور اسلامی شعار کے منافی ہے۔ سید صاحب نے بنیادی طور سے تمام بدنما روایات کی چھان پھٹک کے برے میں وضاحت کی ہے کہ ان کو ذرا کریدا جائے تو دفعتہ تمام بنیادیں کھوکھلی ہوجاتی ہیں۔ پیالہ توڑنے کے واقعہ حدیث، شب کے وقت حضرت عائشہؓ وحضرت زینبؓ کی باہمی سخت گفت گو، حضرت صفیہؓ پر حضرت عائشہؓ کے طعن فروتری ویہودیت، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان شب کے دھندلکے میں نوک جھونک، ایک قبائلی رئیسہ کے پناہ مانگنے کا واقعہ ان کی تنقید وروایتی ودرایتی چھان پھٹک میں آکر قابل رد ٹھہرا ہے، حال آں کہ ان میں سے بعض روایات واحادیث صحاح اور متبرک کتب میں آئی ہیں۔ ناقد موصوف نے متعدد علما جرح وتعدیل کے آرا واقوال اور تنقیدات

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۳۰۹: حضرت صفیہؓ کے الفاظ تھے: **اما واللہ یا نبی اللہ لوددت ان الذی بعشک بی**۔ ''ازواج مطہرات کی دزدیدہ نگاہی وطعنہ زنی پر آپ نے ازواج کو کلی کرنے کا حکم دیا کہ انہوں نے اپنی ''صاحبہ'' کے ساتھ تغامز کیا تھا اور فرمایا: **واللہ انہا لصادقۃ**۔ نیز دوسری روایات بلاذری، انساب: ص ۱۰۷-۹۲ مسلم، فضائل الصحابہ کے باب فضائل زینب کا حاشیہ میں ذکر کیا ہے۔

سے اپنی اس بحث کو مستند و مدلل کیا ہے اور وہ خاصا علمی مباحثہ ہے۔ بہ ہر حال یہ حقیقت امری اپنی جگہ پر قائم ودائم ہے کہ سوتیا چاہ کے بعض واقعات اور حادثات ضرور رونما ہوئے، لیکن وہ اتنے بدنمانہ تھے۔ اور اس کا بھی امکان ہے کہ بہت سے حوادث و معاملات اور بھی رہے ہوں مگر وہ روایت نویسوں اور جامعین اخبار کے احاطہ میں نہ آسکے۔(۱)

سوتیا چاہ عدالت صحابہ میں

ازواج مطہرات میں مختلف وجوہ سے ناراضی، طعنہ کشی، طنز و تعریض اور کبھی کبھی دست درازروی کے معاملات محبت پیش آجایا کرتے تھے لیکن وہ وقتی عارضی ہوتے تھے، کیوں کہ وہ رسول آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تھیں، اور ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح حال و مزاج ساز کارنامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسلسل اور محبت آمیز اور انسان ساز نقد و نظر اور افہام و تفہیم اور حسن معاشرت و جمال تزکیہ سے کیا کرتے تھے۔ اصل کارسازی تطہیر اہل بیت کا فریضہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت و تزکیہ میں لے رکھا تھا جس نے ان کو رجس و گندگی اور فروتر چیزوں سے محفوظ رکھنا تھا۔ ان سب کا مجموعہ خوبی اور عطر فطرت سازہی دعالت صحابہ کہالایا، جو بشری لغزشوں اور شری قوتوں اور وقتی نادانیوں سے ان کی تطہیر کرتا تھا اور ان کے علوی صفات کو غالب کر کے ان کو غلطیوں و خامیوں پر اصرت کرنے سے بچاتا اور ان کو خیر امت بناتا تھا۔ ازواج مطہرات کی عدالت صحابیت تو عام صحابہ وصحابیات کی عدالت وخیر سے کہیں زیادہ بلند پایہ، مثالی اور عظیم تھی۔ وہ فخر آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں اور تمام دوسری/ سابقہ ازواج نبوی میں بھی سربلند تھیں۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کے خاندان واہل بیت کی تطہیر و تزکیے کے لیے جو تعبیرات قرآنی وارد ہوئی ہیں وہی اہل بیت محمدی کے لیے بھی ثابت ہیں، جدامجد خاندان اور خلیل الرحمٰن کے خانوادہ مزکیٰ ومجلیٰ سے اہل بیت محمدی کی مشابہت اور مماثلت کامل ہونے کے علاوہ خاتمیت واکملیت کا شرف بھی رکھتی ہیں۔(۲)

۱۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہ، ۸۴۔۸۵ ومابعد۔

۲۔ آیات سورہ احزاب: ۳۱۔۳۳ سورہ ہود: ۷۳ کا موازنہ کتب تفسیر و حدیث میں اہل بیت کی تطہیر و برکات ورحمت الٰہی سے بہرہ مندی خاص نکتہ ہے۔

فطرت ازواج نبوی کی اسی مطہر ومزکیٰ صلاحیت وصلابت نے ان کو تمام سوتیا چاہی خاروں کے باوجود مثالی فطرت کی خواتین بنادیا، ان کے دل صاف تھے اور دماغ پاکیزہ ترین، اوران میں وارد ہونے والے وساس وخدشات کوان کی فطرت پاک اور قلب سلیم ذراد میں بھسم کردیتے تھے، نہ صرف باہمی رنجشیں بھول جاتی تھیں بل کہ اپنی سوکنوں کے لیے اچھے جذبات وخیالات رکھتی تھیں اور عام معاشرتی وخانگی زندگی میں ملکوتی رویے اپناتی تھیں۔ وہ اپنے شوہر نامدار اور رسول محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن توجہ اور جمال محبت کی جس طرح انفرادی طور سے طلب گار تھیں، اسی طرح اجتماعی طور سے بھی ان کی متمنی تھیں۔ ان کو اس کا احساس کامل اور ادراک کلی تھا کہ وہ سب ایک ہی شمع نور وقندیل محبت کے پروانے ہیں، اور ہر ایک کو فداکاری اور محبت سازی کا مساوی حق پہنچتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی عدل وانصاف کی بے مثال وعظیم اور فطرت ساز سنت متواترہ نے سب کے حقوق ومراعات کی کامل عادلانہ بجاآواری نے اس کو کامل کردیا تھا۔ وہ نہ صرف ان کے حقوق ومراعات کا خاص خیال رکھتیں، بل کہ ان میں سے بسا اوقات اپنی حریفوں اور مدمقابل شریکوں کے لیے دربار نبوی میں سفارشیں بھی کرتیں۔ حضرت زینب بنت جحشؓ سے ناراضی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور کرنے کی بھرپور سفارش حضرت عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ ان دونوں کے محبت بھرے دلوں اور پاک وصاف مزاجوں کا ہی ثبوت نہیں ہے، بل کہ بالواسطہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی منزلتِ کبریٰ کے تسلیم کرنے کا بھی اعلان ہے، جیسا کہ باری ہبہ کرنے میں حضرت سودہؓ اور دیگر ازواج کا اعتراف تھا۔

تمام تر جلاپے، کڑھن اور سوتیا چاہ کے دوسرے فطری تقاضوں کے باوجود، ان کے دلوں، سینوں بل کہ پورے اندروں میں بدلہ لینے یا انتقامی کاروائی کرنے کا جذبہ نہ تھا۔ وہ اپنی زبان، ہاتھ دوسرے اعضاوجوارح کے ساتھ اپنے دل ودماغ اور قلب واندرون میں بھی اپنی سوکنوں کے لیے محبت وخیر خواہی کے جذبات رکھتی تھیں۔ اسی لیے وہ ایک دوسرے کے فضائل ومناقب اور صفات حمیدہ بیان کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ حضرت زینتؓ کے فضائل دین داری، تقویٰ وطہارت اور خیر خواہی کا علانیہ ذکر کرتیں، عفو، درگزر، کرم گستری اور تلطف، مدارات ومحبت، حلم ونرم خوئی اور ان جیسی دوسری صفات وفضائل اور اخلاق ذاتی کے علاوہ ان کا ایک عظیم ترین وصف صدق مقالی اور صدق کرداری بھی تھا۔ وہ کسی طور اور کسی موقع اور کسی

حال اضطراب و بے قراری میں دوسری ازواج مطہرات کے کردار پر حرف گیری تک کی روادار نہ تھیں۔ ازواج مطہرات کے باہمی بیانات فضائل ومناقب بھی اس منفی حرف گیری کی نفی کرتے ہیں اور ان کے تمام بیانات مناقب ازواج ایک عمدہ معاشرت کے آئینہ دار ہیں۔ معاشرت نبوی، تحریم شہد، مطالبہ نان ونفقہ، مقدمہ عدل وتعدیل اور ان جیسے دوسرے اجتماعی معاملات میں بھی ان کے قدم جادہ ہدایت وعدالت سے ذرا نہ ڈگمگائے۔

حضرت ام سلمہؓ کی اذیت دہی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر توبہ وانابت کا اعلان، حضرت زینبؓ کی تقریر عائشہؓ پر خاموشی و پسپائی اور متعدد ازواج مطہرات کے ایک دوسرے کے باب میں شریفانہ وعادلانہ بل کہ محبت آمیز اور سعادت خیز مروت عظیمہ ان کے دل ومزاج پاک کی گواہی دیتی ہے۔ واقعہ افک میں تمام ازواج مطہرات نے حضرت صدیقہؓ کے کردار پاک، عصمت وہبی اور عفت مثالی پر جس طرح گواہی دی، وہ ان کی عدالت صحابہ کی اور اس سے زیادہ اپنے محبوب ترین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عظیم ترین شوہر گرامی کی خانگی عفت وطہارت کا ثبوت ہے۔ وہ اہل بیت محمدی میں سے کسی کی بھی عفت وطہارت پر کس طرح گندگی کی کیچڑ اچھال سکتی تھیں، جس کی ضمانت رب ذوالجلال والاکرام نے لی تھی، یہ تو فیصلہ الٰہی کی خلاف ورزی ہوتی۔ متعدد سیرت نگاروں نے غلط تعبیر اختیار کی جب یہ لکھا کہ واقعہ افک کے باب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طہارت وعفت و پاک دامنی کے بارے میں صحابہ کرام، اہل بیت اور خاص کر ازواج مطہرات سے استصواب کیا تو حضرت زینب بنت جحشؓ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ان سے انتقام نہیں لیا،'' بل کہ ان کی پاک دامنی اور عفت وطہارت کی گواہی دی اور ان کے بارے میں کلمات خیر کہے، یہ دراصل ان کا اعلان حق تھا۔ اصل تعبیر یہ ہونی چاہیے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کی زبان ومزاج اور فطرت سے حسن ظن، حسن بیان اور شہادت حق کے سوا اور کوئی کلمہ نکل ہی نہیں سکتا تھا۔ کوئی دوسری زوجہ بھی شہادت حق کے سوا اور کچھ نہ کہتی۔ حضرت زینب بنت جحشؓ کی بہن صحابیہ جلیلہ حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے واقعۂ افک میں ملوث ہونے کا محرک ان کی اپنی بہن کی محبت وحمایت کا جذبہ نہیں تھا، بل کہ وہ منافقین کے پرچار کا شکار بن گئیں تھیں، جس طرح بعض دوسرے اصحاب

ملوث ہو گئے تھے۔ وہ تو حضرت زینب یا کسی زوجہ کے عزیز قریب نہ تھے۔(۱)

تمام ازوج مطہرت نہ صرف نبوی زندگی میں ایسی ہی عظیم کردار ور مثالی فطرت کی حامل رہی تھیں، بل کہ وفات نبوی کے بعد بھی انہوں نے اپنی سدا سہاگن زندگی کے مختلف مراحل میں بھی اسی عظمت کرادر، محبت اہل بیت اور یگانگت زوجات کا مظاہرہ کر کے اسلامی معاشرت کا باب خیر رقم کیا تھا۔

حرف اختتام۔کمالِ چاہ واحترام

ساری ظاہری اور عارضی رنجش ورقابت اور تمام لفظی نزاع ونکیر اور دست درازی وسختی کے باوجود، ازواج مطہرات میں باہمی محبت ویگانگت کا جو جذبہ تھا، وہ نہ صرف موج زن تھا بل کہ عالم اطمینان وسکینت اور حال قربت وقرابت اور عدالت صحابیت وازواج کے جلو میں صاف طینتی اور بلند ہمتی کے جلوے دکھا جا تا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورات حجرات کے دوران وہ تمام نہ صرف ایک مقام محبت ومدارات پر جمع ہوتیں، بل کہ بہناپے اور اخوت ویگانگت کے مظاہر دکھاتیں۔خود بھی بسا اوقات ایک دوسرے کی زیارات کو جاتیں۔ان کے گھروں اور حجروں میں ایک دوسرے کی معاونت کرتیں اور صاف باطن و پاکیزہ خوتین کی طرح مدارات کرتیں۔ان کی موجودگی میں ان کی فضائل ومناقب اورصفات حمیدہ بیان کرتیں اوران کی غیبت اور غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے ان کی شان میں قصیدے پڑھتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت زینب بنت جحشؓ کے بارے میں خاص کر ان کی خیرات، ان کی صدق دلی اور پاکیزگی، طہارت قلبی اور دین داری اور متعدد دیگر صفات حمیدہ کو خوب بیان کیا۔صحابہ کرام میں اکابر واصاغر کو بہ طور عام اور دوسری نوجوان نسل اسلام، تابعین، کو بہ

۱۔ واقعۂ افک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طہارت وعفت مآبی پر بحث تو کتاب خاک سار ''عہد نبوی میں سیرت فاروقی'' کے ایک باب میں آئی ہے۔سر دست مصادر میں حدث الافک بخاری،/ فتح الباری کے مختلف ابواب میں ملاحظہ ہو: سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ کا باب واقعہ افک کا ایک تحقیقی باب ہے سوائے حضرت حمنہ بنت جحشؓ کے ردعمل پر محرک کے؛ نیز آیات سورہ نور ۲۳۔ ۲۴ اوران کی تفسیری روایات ملاحظہ ہوں۔

بطور خاص ایک دوسرے کے پاس مسائل ومعلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجتیں۔ چشم دیدہ واقعات واحوال اور تجربے میں آنے والے مسائل ومعاملات اور عام سوالات قرانی وحدیثی وفقہی کے لیے دوسری ازواج کی خدمت میں جانے کو کہتیں، حال آں کہ وہ خود ان سے واقف ہوتیں، لیکن دوسری ازواج مطہرات کے فضائل ومعلومات اور ان کے خاص منازل احترام کی خاطر دوسروں کو ان کے پاس بھیجا کرتیں۔ کتب حدیث میں بالخصوص اور کتب سیرت وسوانح میں بالعموم ان واقعات وہدایات کی ایک کہکشاں درخشندہ ہے، جو ان کی ترسیل حدیث اور تعلیم کتب وسنت کی ایک جہت ہے۔ بعد وفات نبوی کے زمانے میں تمام ازواج مطہرات کے سوتیا چاہ کے جذبات سرد پڑ گئے تھے کہ وہی شمع خاموش ہوگئی تھی، جس پر پروانوں میں جل جانے کا شوق تھا۔

خلافتِ راشدہ وخلافتِ امویہ کے زمانے میں ازواج مطہرات نے ایک جماعت صالحہ متحدہ کی مانند رویہ اپنایا اور ایک دوسری کی معاونت وحمایت کو فریضہ منصبی سمجھا۔ متعدد واقعات ایسے ہیں جب انہوں نے صحابۂ کرام اور عمال حکومت اور خلفائے وقت کو اپنے تصدیق وحمایت کے مطالبوں کے ذریعے کسی نہ کسی زوجہ مطہرہ کے موقف کو منوایا، مثلاً حضرت صفیہؓ نے ابن سعد کے مطابق اپنے ایک یہودی عزیز کو اپنی جائداد کا ایک حصہ ہبہ کر دیا تھا، جس کو دینے سے ان کے مسلم اعزہ انکاری تھے اور خلفا وحکام مجبور، مگر حضرت عائشہؓ نے ان کی وصیت کے اجرا کا حکم دیا اور اسے عملاً نافذ کرایا۔ متعدد دوسرے واقعات بھی اسی طرح کے ہیں۔ اس دور میں ازواج مطہرات نے اختلاف علمی کے باوجود کسی پر نکیر سے کام نہیں لیا۔ دنیاوی حیات مستعار کے آخری لمحات میں ازواج مطہرات نے ایک دوسرے کے گھر جا کر ان کے بستر مرگ کے قریب بیٹھ کر ان سے معافی تلافی کی اور ان کی تعریف وتحسین کے دریا بہادیے اور اپنے قصوروں کا برملا اعتراف کر کے عفوودرگذر کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ حضرت صدیقہؓ سے حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمہؓ وغیرہ کی آخری ملاقات محبت کے دل گداز واقعات ان خیر النساء اور خیر الصحابہ والصحابیات کی پاکیزہ خصلت وفطرت کے آئینہ دار ہیں۔ ازواج مطہرات کی اصل فطرت سازی ان کے رب ذوالجلال نے تطہیر کامل سے کی تھی اور شرف زواج اور تزکیہ نبوی نے اسے عالم انسانیت ونسواں کے لیے اسوہ بنادیا تھا۔